نفسِ امّارہ اور شیطانِ لعین

سے بچنے کا آسان طریقہ

اس کو غور سے پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ انسان کو عجیب و مفید معلومات ملیں گی ،دل کی آنکھ کھلے گی اور زندگی میں انقلاب اور گذرے ہوئے وقت پر رونا آئے گا کہ وقت میرے ہاتھوں سے بے قدری کے ساتھ چلا گیا اور واپس نہیں آسکتا۔ آنے والے وقت کی قدر دل میں آئے گی کہ اس کو ضائع نہ کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو غور سے پڑھنے یا سننے کی توفیق عطا فرمائے اور قبولیت کے ساتھ دین پر چلنا آسان فرما دیں اور سب مسلمانوں کو نفس امارہ اور شیطان لعین سے آسانی کے ساتھ بچا دیں۔ آمین، آمین، آمین

تصنیف : بندہ ناچیز محب اللہ عفی عنہ

خادم

خانقاہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ

اور

مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ

نزد کمشنری لورالائی بلوچستان پاکستان

موبائل: 0333-3807299 0302-3807299

WWW.MUHIBULLAH.COM

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	سوال جواب: اللہ سے دوستی کرنے کا طریقہ	5
2	دین کے پانچ شعبے مع عجیب واقعہ اور صحبت کی تاثیر	6
3	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار منصب نبوت عطا فرمائے	10
4	دین کے پانچ شعبے (تصوف ، مدارس،، دعوت وتبلیغ، جہاد، سیاست)	15
5	اصلاح کا اصل شعبہ خانقاہ اور بیعت ہوگا	16
6	مرشد کامل کی بیعت وصحبت سے نیک اعمال آسان اور گناہ مشکل ہوجاتا ہے	17
7	دل پر غیر اللہ کے قابض ہونے کی علامت	18
8	تصفیہ قلب کا طریقہ کیا ہے؟	19
9	نفس کیا ہے اور اس کی اقسام نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ	23
10	نفس کی تینوں اقسام کی علامات	24
11	نفس اور شیطان میں چار قسم کے فرق	25
12	سوال: نفس امّارہ سے نفس مطمئنہ کس طرح بنتا ہے	27
13	سوال: مرشد کامل کی بیعت وصحبت اور نگرانی سے ہی نفس کا تزکیہ ہوتا ہے	28
14	سوال: کیا صرف تصفیہ قلب سے کام بنتا ہے جبکہ تزکیہ نفس نہ ہو	30
15	سوال: کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرا تزکیہ نفس ہو چکا ہے؟	31
16	سوال: نفس امارہ کس انسان میں ہے اور کس میں نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ	33
17	سوال: شیطان لعین کا مشہور نام کیا ہے اور شیطان ملائکہ میں ہے یا جن؟	36
18	سوال: شیطان کیوں ابدالآباد کے لئے جہنمی ہوگیا؟	37

19	سوال: شیطان کا تزکیہ نفس کیوں نہیں ہوا؟	37
20	شیطان لعین کی دشمنی قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں	41
21	شیطان لعین سے حفاظت کا آسان طریقہ	43
22	عجیب مثال	45
23	اللہ تعالیٰ کو آواز دینے اور پکارنے کا طریقہ کیا ہے؟	46
24	ذکر کے ذریعے اللہ تعالیٰ نفس امّارہ اور شیطان سے حفاظت فرماتا ہے	47
25	شیطان لعین کے انسان کو گمراہ کرنے کے سات دھوکے	49
26	موت کے وقت شیطان لعین کا خطرناک حملہ	60
27	تین عجیب واقعات	61
28	سکرات کے وقت شیطان کے حملہ سے بچنے کا طریقہ	64
29	سکرات کے وقت فرشتوں کی امداد	64
30	موت کے وقت شیطانی دھوکے میں مبتلا ہونے کے اسباب	66
31	ایمان پر مستقیم نہ رہنے کے چند درجے	66
32	موت کے وقت شیطان کے دھوکے سے محفوظ رہنے کے طریقے اور تدابیر	69
33	موت کے وقت شیطان کا آنا اور بہکانا اور ڈرانا	72
34	رجوع الی اللہ کے تین واقعات	73
35	رجوع الی اللہ حاصل کرنے کا آسان طریقہ	74
36	بیعت کی اہمیت بڑوں اور بزرگوں کی نظر میں	77
37	بیعت کے بارے میں مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے دس ملفوظات	79
38	بیعت کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے گیارہ ملفوظات	82

39	مولانا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ بانی تبلیغی جماعت	85
40	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہدایت آموز واقعہ	86
41	جس کا مرشد نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہوگا	89
42	مرشد کامل کی صحبت ونگرانی کو کیوں ضروری قرار دیا گیا؟	90
43	مرشد کامل کی علامات اپنے مرشد کامل کا حق	92
44	فیض کیا چیز ہے؟	93
45	کس مرشد سے بیعت کرنی چاہیئے؟	93
46	مختلف سوالات اور جوابات	94
47	اہمیت بیعت قرآن پاک واحادیث مبارکہ کی روشنی میں	96
48	مرید کو مرشد کامل سے بیعت لینے کا کیا طریقہ ہے؟	99
49	مشہور باطنی سلاسل چار ہیں	101
50	توجہ کی چار قسمیں	101
51	توجہ کا ثبوت قرآن پاک میں	103
52	تصوف دین کے تمام شعبوں کے لئے روح کی حیثیت رکھتا ہے	103
53	خدمت دین کا جو کام کرتا ہے اسے پہلے ذکر کی ضرورت ہے	105
54	حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کا بیعت کے بارے میں قیمتی فرمان مبارک	105
55	تصوف کیا ہے؟ تصوف کا نتیجہ کیا ہے؟	106
56	سخت بیماریوں اور مصائب کا یقینی علاج	107
57	خانقاہ ومدرسہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ کی ویب سائٹ کا تعارف	110
58	مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ کا تعارف	111

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا اَنْتَ اَھْلُهٗ۔ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ كَمَا اَنْتَ اَھْلُهٗ۔ وَافْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُهٗ ۔ فَاِنَّكَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَةِ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ○ (سورۃ لقمان: آیت 27)

یعنی: جتنے درخت ہیں زمین میں قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی (روشنائی)، اس کے پیچھے ہوں سات سمندر، نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اتنی بلند ہے کہ اگر ساری دنیا کے درخت چھوٹے چھوٹے قلم بن جائیں سمندر محیط سیاہی (روشنائی) بن جائیں۔ جب کہ دنیا میں تین حصے پانی ہے چوتھائی حصہ خشکی ہے جس پر دوسو پچاس سے زائد ممالک آباد ہیں خشکی اتنی زیادہ ہے تو پانی کتنا زیادہ ہوگا وہ سب سمندر محیط سیاہی (روشنائی) بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات، صفات وکمالات، عظمتیں اور تعریفیں، احسانات وانعامات وغیرہ لکھنا شروع کردی جائیں تو یہ سب سمندر خشک ہوجائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات وصفات، تعریفات وکمالات، عظمتیں اور انعامات واحسانات وغیرہ ختم نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ **یعنی:** ان کے بعد سات اور سمندر ملا دیں۔ اتنی بڑی مقدار والے سمندر، وہ بھی لکھتے لکھتے خشک ہوجائیں گے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات وصفات اور تعریفات وکمالات وغیرہ ختم نہیں ہوں گے۔

سوال: ایسی ذات جل جلالہ کے ساتھ دوستی اور تعلق بنانے کا طریقہ اور اس کے مہمان خانے (جنت) میں جانے کا طریقہ کیا ہے؟ نیز اس کے جیل خانے (جہنم) سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ اور

ایسی عظیم الشان ذات کے گھر کے گیٹ پر دو حملہ آور کتوں (نفس امارہ اور شیطان لعین) سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: ان سارے مقاصد میں کامیابی دین کے ذریعے ملتی ہے دین کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ دین کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ عقائد حقہ میں پختگی اور عقائد باطلہ سے بچنا، نیک اعمال کرنا، برائیوں سے بچنا، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت طریقہ کی پابندی کرنا، تقویٰ اختیار کرنا، اخلاقِ حمیدہ سے متصف ہونا، اخلاقِ رزیلہ سے بچنا وغیرہ اس طرح پورے دین پر چلنا۔ اللہ تعالیٰ جو کہ ہمارا خالق و مالک ہے، کے ساتھ تعلق و دوستی کا اور اللہ کے مہمان خانے میں جانے کا سبب اور ذریعہ ہے اور جہنم، نفس امارہ اور شیطان سے بچنے کا طریقہ ہے۔ یہی دین ہے۔

سوال: دین کے پانچ شعبے ہیں۔ (شعبہ 1) دین اپنی زندگیوں میں کیسے آتا ہے؟ (شعبہ 2) ہمیں دین کی معلومات کہاں سے ملتی ہیں؟ (شعبہ 3) دین کی اشاعت کیسے ہو گی؟ (شعبہ 4) کفریہ ممالک سے دین کی حفاظت کیسے ہو گی؟ (شعبہ 5) اندرون ملک مخالفین دین سے دین کی حفاظت کا طریقہ کیا ہے؟

جواب شعبہ 1: انسان کی زندگی میں دین مرشد کامل سے بیعت کرنے، اس کی نگرانی اور بتائی ہوئی ترتیب کے ساتھ ذکر کرنے سے آتا ہے نیز خانقاہ میں حاضری اور ان کی صحبت سے ملتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ: آیت 119)

یعنی: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "مفسرین نے لکھا ہے کہ سچوں سے مراد اس جگہ مشائخ صوفیہ ہیں۔ جب کوئی شخص ان کی چوکھٹ کے خدام میں داخل ہو جاتا

ہے تو ان کی تربیت اور قوتِ ولایت کی بدولت بڑے بڑے مراتب تک ترقی کر جاتا ہے۔ شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تیرے کام دوسرے (یعنی شیخ) کی مرضی کے تابع نہیں ہوتے تو تو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کر سکتا گو عمر بھر مجاہدے کرتا رہے۔۔۔۔ لہٰذا ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں سعی کرتا کہ وہ تیری ذات کو اللہ سے ملا دے۔'' (فضائل اعمال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : **اَلْمَرْأُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ مَنْ یُّخَالِلُ ٥**

یعنی: انسان اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس انسان دیکھ لے کہ کس کی دوستی اختیار کرتا ہے (مسند امام احمد بن حنبلؒ، موطا امام مالکؒ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عجیب اصول بتایا ہے کہ ایک انسان نے جس کے ساتھ دنیا میں گہری دوستی رکھی اس کا دین اس میں منتقل ہو جاتا ہے۔ جس کا دوست اچھا، متقی، صالح، متبع سنت، عشقِ الٰہی والا، محبت و معرفتِ الٰہی سے موصوف ہو وہ بھی اسی طرح بن جائے گا اور جس کا دوست برا، گناہ گار، غیر صالح، خلافِ سنت، عاشق دنیا و خواہشات اور برائیوں کا عادی ہو وہ بھی اس طرح کا بن جائے گا۔ جیسا کہ آج کل ہم معاشرے میں نیکوں کی دوستی اور بُروں کی دوستی کا حال دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح مرشد کامل وہ ہوتا ہے جو متقی ہو، عشقِ الٰہی والا ہو، متبع سنت ہو اس سے گہری دوستی ہو جائے گی پھر حدیث شریف کے مطابق اس کی صفات مرید میں منتقل ہو جاتی ہیں اور مرید بھی متبع سنت، متقی اور عشق الٰہی والا بن جاتا ہے۔

جو علما صرف کتابوں کے پڑھنے سے اپنے آپ کو کامل سمجھتے ہیں وہ حضرات اس مضمون پر ضرور غور فرمائیں۔ اس کتابچہ کے آخر میں (1) بیعت کا ثبوت قرآن پاک، احادیث مبارکہ، بڑوں اور بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں اور (2) مرشد کامل کی علامات اور (3) بیعت کا طریقہ اور بیعت کا نتیجہ وغیرہ کا بیان تفصیل سے کیا جائے گا۔

عجیب واقعہ

ایک لڑکے نے مجھے بتایا کہ میں یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں (جہاں مخلوط تعلیم بغیر پردہ کے ہوتی ہے) مجھے ایک سال ہوا کہ میں بیعت ہوا ہوں۔ الحمدللہ! چار ماہ سے تہجد کا پابند ہوں۔ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کا بھی پابند ہوں۔ پگڑی بھی باندھتا ہے اور داڑھی بھی رکھ لی ہے اگرچہ یونیورسٹی کا طالب علم ہے۔ تہجد کی پابندی، پگڑی کا اہتمام مدارس کے طلباء کرام بھی عام طور پر نہیں کرتے۔ یہ بیعت کی برکت اور تاثیر نہیں تو اور کیا ہے؟ ماحول جتنا بھی بُرا ہو بیعت کی وجہ سے انسان اس سے بچ سکتا ہے۔ اتباع سنت اور دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ کوئی مشکل محسوس نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مکمل دین کا پابند بنا دے آسانی اور قبولیت کے ساتھ۔ اپنی رضا کے لئے۔ آمین

صحبت کی تاثیر

ساری دنیا کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو فن حاصل کرنا ہو جب تک اسی فن کے ماہرین کی صحبت نہ اختیار کی جائے تب تک وہ فن حاصل نہیں ہو سکتا یعنی صرف کتابوں سے حاصل نہیں ہوگا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ صرف فن والے کی صحبت سے وہ فن مل جاتا ہے اگرچہ اس فن کی کتابیں نہ پڑھی ہوں مثلاً درزی بننا، درزیوں کی صحبت سے انسان درزی بن جاتا ہے صرف کتابوں سے درزی نہیں بن سکتا۔ ڈرائیور بننا، ڈرائیوروں کی صحبت سے ڈرائیور بن جاتا ہے ڈرائیونگ کی کتابوں سے ڈرائیور نہیں بن سکتا۔ گاڑیوں کا مستری، تعمیرات کا مستری، انہی لوگوں کی صحبت سے مستری بن جاتا ہے صرف کتابوں کے پڑھنے سے گاڑیوں کا انجن کھولنا جوڑنا اور تعمیرات کا سیکھنا ممکن نہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر بننا بھی صرف کتابوں سے نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان ڈاکٹروں کی صحبت میں نہ رہے۔ یہ ساری دنیا کا فیصلہ ہے مسلمان ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت۔

ٹھیک اسی طرح متقی بننا بھی متقی کی صحبت کے بغیر ممکن نہیں انسان صرف کتابوں کے پڑھنے سے متقی نہیں بن سکتا۔ متبع سنت، متبع سنت کی صحبت سے بنتا ہے صرف کتابوں کے پڑھنے سے نہیں۔ اسی

طرح انسان اللہ والا بھی اللہ والوں کی صحبت سے بنتا ہے نہ کہ کتابوں سے۔عشقِ الٰہی ،محبت الٰہی ، خوف الٰہی اور حضور الٰہی حاصل کرنا اللہ والوں کی صحبت سے بنتا ہے نہ علوم سے ، نہ جہاد سے ، نہ عبادات وریاضات سے۔

صحبت سے بڑا مقام ملتا ہے دیکھئے ساری دنیا کے اولیاء کرام ایک صحابی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے کیوں؟ اس وجہ سے کہ صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے۔تابعین کو جو مقام ملا وہ صرف اور صرف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت سے ملا نہ کہ کتابوں سے اسی طرح تبع تابعین کو جو مقام ملا وہ تابعین کی صحبت سے ملا جو بعد میں آنے والے سارے اولیاء کرام کو نہیں مل سکتا اگر چہ وہ بڑے مجاہدات وریاضات کرنے والے اور علوم کا سمندر تھے اس سے پتہ چلا کہ ایک اللہ والا جتنے اونچے مقام والا ہوتا ہے اس کی صحبت والے بھی اتنے اونچے مقام والے ہوتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت والے صحابہ بن گئے ،صحابہ کی صحبت والے تابعین بن گئے اور تابعین کی صحبت والے تبع تابعین بن گئے۔اس سے یہ اصول بھی واضح ہوا کہ مرشد کامل جتنے اونچے مقام والا ہوتا ہے اس کا مرید بھی اتنے اونچے مقام والا ہوتا ہے۔قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا جیسا دنیوی کاموں میں استاد جتنا اونچا اور کامل ہو اس کا شاگرد بھی اتنا اونچا اور کامل ہوتا ہے اور اگر استاد کمزور ہو تو شاگرد بھی کمزور ہوتا ہے اور اگر کسی کا استاد ہی نہیں ہوتا تو وہ کچھ نہیں ہے۔ لوگ بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔

اسی طرح جب مرید کا مرشد کامل ہوتا ہے تو تقویٰ ، اتباع سنت اور عشق الٰہی میں اس کا مرید صادق (اس کی بتائی ہوئی ترتیب پر ٹھیک چلنے والا) بھی اونچے مقام والا بن جاتا ہے۔اگر مرشد تقویٰ میں کمزور ہوگا مرید بھی اسی طرح ہوگا اور اگر جس کا کوئی مرشد اور رہبر نہ ہو اس کا کوئی مقام نہیں ہوتا اس کا نام بزرگوں کی اصطلاح میں شتر بے مہار ہے۔شتر (اونٹ) جب بے مہار ہوگا تو اس کا کام خراب ہوگا وہ لوگوں کی فصلوں میں داخل ہوجائے گا اور چارہ کھانے کی بجائے ڈنڈے

کھائے گا۔اور جب شتر، بامہار ہو گیا تو وہ کامیاب ہو جائے گا، چھوٹا بچہ مہار پکڑ کر اسے فصلوں میں لے جائے گا کسی کی فصل کا نقصان بھی نہیں کرے گا اور رات کو عزت والی روزی (گھاس، چارہ) کھا کر سوئے گا۔اسی طرح بے مرشد شخص، اعمال میں ناقص ہوتا ہے۔اعمال، اذکار اور عبادات اپنی رائے سے کرتا ہے اس کا کوئی راہبر، کوئی استاد (مرشد) نہیں ہوتا وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی درزی، ڈرائیور، ڈاکٹر یا مستری بغیر استاد کے کام شروع کر دے تو بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔

چار مناصب نبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار منصب عطا فرمائے تھے وہ قیامت تک جاری رہیں گے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ o (آل عمران: آیت 164)

یعنی: اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول، انہی میں سے، پڑھتا ہے آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت میں چار منصب لائے جو نائبین کے ذریعے سے قیامت تک چلیں گے۔(۱) قرآن پاک کی آیات سکھانا (۲) قرآن پاک کے معانی سکھانا (۳) احادیث مبارکہ سکھانا۔ یہ تین منصب مدارس میں جاری ہیں قاری صاحب بچوں کو قرآن پاک زبانی سکھاتے ہیں، شیخ التفسیر صاحب قرآن پاک کے معانی سکھاتے ہیں اور شیخ الحدیث صاحب احادیث سکھاتے ہیں یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔(۴) تزکیہ نفس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا منصب ''تزکیہ نفس'' ہے یعنی آپ عملی نگرانی، خواہشات نفسانی سے صفائی، اپنی مبارک صحبت، توجہ قلبی اور تصرف قلبی سے فرمایا کرتے تھے یہ سلسلہ بھی مرشدین کاملین کے ذریعے

روز قیامت تک خانقاہوں میں جاری رہے گا۔ جیسے قاری صاحب، شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث صاحب کی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھائی والے منصب کو مدارس نے سنبھال لیا ہے قیامت تک کے لئے، ایسے ہی مرشدین کاملین سے خانقاہوں میں تزکیہ نفس کا انکار بھلا کیسے کیا جا سکتا ہے یہ بھی قیامت تک جاری رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس تفصیل سے پتہ چلا کہ دین عملی طور اپنی زندگی میں خانقاہ میں مرشد کامل سے بیعت وصحبت ونگرانی سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ دین علمی طور پر مدارس کے اساتذہ سے مدارس کے ماحول میں حاصل ہوتا ہے۔

جواب شعبہ 2: دینی علوم اور دین کی معلومات دینی مدارس سے حاصل ہوتی ہیں جیسے حلال حرام، جائز ناجائز، ثواب وعذاب، حق وباطل، مفید ومضر اور فرض وواجب، سنت ومستحب، مباح، مکروہ اور حرام وغیرہ۔ پتہ چلا کہ دینی علوم ومعلومات صرف اور صرف مدارس سے حاصل ہوتی ہیں نہ خانقاہوں سے، نہ تبلیغ سے، نہ جہاد سے اور نہ دینی سیاست سے لیکن عمل خانقاہ سے ملتا ہے۔ ایک طالب علم نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ساتھیوں نے پوچھا! تم نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا مجھے میرے ماں باپ نے مدرسہ میں پڑھنے کے لئے بھیجا ہے نماز کے لئے نہیں اور مدرسے والوں نے بھی مجھے پڑھنے کے لئے داخلہ دیا ہے نماز کے لئے نہیں۔ خانقاہ کا مقصد متقی بنانا ہے، متبع سنت بنانا ہے وہاں معلومات حاصل نہیں ہوتیں یہ دین زندگی میں آتا ہے۔ جیسا کہ نکاح اور شادی کی معلومات مدارس سے ملتی ہیں لیکن بیوی وہاں سے نہیں ملتی۔ معلوم ہوا کہ دین کی معلومات اور چیز ہیں وہ مدرسہ سے ملتی ہیں دین پر عمل اور چیز ہے وہ خانقاہ سے ملے گا۔

جواب شعبہ 3: دین کی اشاعت دعوت وتبلیغ سے ہوتی ہے۔ مدارس والے تو باہر لوگوں میں نہیں جاتے اور عام لوگ مدرسے میں نہیں آتے تو دین کی تبلیغ واشاعت مردوخواتین میں، پہاڑوں میں، گاؤں دیہاتوں اور شہروں میں کس طرح ہوگی؟

دین کی اشاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ساری دنیا میں مدینہ منورہ سے ہوئی اور دین

دور دور تک پہنچ گیا یہ مدارس کی وجہ سے نہیں ہوا، نہ جہاد کی وجہ سے ہوا۔ جہاد سے تو دین کی حفاظت ہوتی ہے اور مدارس سے دین کی معلومات ملتی ہیں دین کی اشاعت صرف اور صرف دعوت وتبلیغ سے ہوئی تھی ۔آج تک دنیا میں دین کی اشاعت اسی دعوت وتبلیغ کی برکت سے ہو رہی ہے۔آج کل کفریہ مما لک میں لوگ دین کی طرف آ رہے ہیں اسی دعوت وتبلیغ کی برکت سے دین سے غافل مسلمان دینداری کی طرف آ رہے ہیں اور غیر مسلم مسلمان ہو رہے ہیں اسی دعوت وتبلیغ کی برکت سے۔

جواب شعبہ 4 : دین کی حفاظت کفار کی شرارت سے ، جہاد سے ہوگی اگر جہاد نہ ہوتو کفار مسلمانوں کو ایک لقمہ بنا کے کھا جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں دین کی دعوت چلا رہے تھے دین کی حقانیت کے لئے شاندار معجزات بھی دکھاتے تھے، چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا کافر کی مٹھی میں بند کنکریوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی۔اس کے باوجود کفار مسلمانوں پر بدستور ظلم کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیری رات میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی پھر یہاں مدینہ منورہ کے یہود مسلمانوں کو بہت تنگ کیا کرتے تھے لیکن جب جہاد فرض ہوا تو بنو قریظہ مغلوب ہو گئے اور بنو نضیر بھی دربدر ہو گئے اور بالآخر مکہ مکرمہ بھی آٹھ ہجری میں فتح ہو گیا اور جہاد کی برکت سے کفار کی ساری شرارتیں دم توڑ گئیں۔

آج کے زمانہ میں بھی اگر کفر کی سپر طاقت نے شکست کھائی ہے تو یہ جہاد کی برکت ہے۔ پہلے تین سپر طاقتیں برطانیہ، روس اور امریکہ سمجھی جاتی تھیں۔ پہلے برطانیہ نے برصغیر پاک و ہند پر قبضہ کیا جب افغانستان پہنچا تو جہاد کی برکت سے ایسی زبردست شکست کھائی کہ سپر طاقت صفر ہو کر رہ گئی۔ باقی دو سپر طاقتیں رہ گئیں۔اللہ تعالیٰ نے چاہا روس کی سپر طاقت بھی ختم ہو تو روس کا رخ افغانستان کی طرف ہوا (یہ واقعہ بندہ ناچیز کے ابتدائی زمانہ میں ہوا)۔کافی لڑنے کے بعد جہاد کی برکت سے روس کی

سپر طاقت بھی صفر ہوگئی اس کے بعد صرف امریکہ کی سپر طاقت رہ گئی تب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ بھی سرنگوں ہوجائے تو اس کا رُخ افغانستان کی طرف ہوا۔ کافی بمباری کرنے اور لڑنے کے بعد طالبان کے جہاد کی برکت سے امریکہ کی سپر طاقت اب زیرو کی طرف آ رہی ہے بلکہ نیٹو کے نام سے 42 کفریہ ممالک افغانستان میں امریکہ کے تعاون کے لئے موجود تھے۔ اللہ کے فضل وکرم اور قدرت کاملہ سے جہاد کی برکت سے سب کو شکست ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ دنیا دار الاسباب ہے اور اسباب کی حد تک کفریہ ممالک سے دین کی حفاظت جہاد سے ہوتی ہے۔

جواب شعبہ 5: اندرون ملک اندرونی مخالفین دین اور کفر کے ایجنٹوں سے دین کی حفاظت دینی سیاست (جمعیت علماءِ اسلام کی تحریک) سے ہوتی ہے۔ اگر دینی سیاست نہ ہو تو مخالفین دین اور باطل وطاغوت کے ایجنٹوں سے نہ مدارس بچ سکتے ہیں، نہ مساجد، نہ خانقاہیں، نہ دینی ادارے، نہ ڈاڑھیاں، نہ پگڑیاں۔ اکثر بیرونی ممالک میں یہی حال ہے پاکستان میں اگر یہ سب کچھ بچا ہوا ہے تو جمعیت علماءِ اسلام کی سیاست کی وجہ سے بچا ہوا ہے۔ جمعیت العلماء کا یہ منشور ہے کہ زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اس میں جتنے انسان ہیں وہ بھی اللہ کی مخلوق اور اسی کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی زمین میں اپنی مخلوق اور بندوں میں اپنا قرآنی قانون چلانا چاہتے ہیں۔ چونکہ ساری مخلوق کا مالک اور مَلِک (بادشاہ) اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ ہم مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے جمعیت علماءِ اسلام کی یہی تحریک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کی مخلوق اور بندوں میں یہی قرآنی قانون ہوگا غیر کے قانون اور سربراہی کی اللہ تعالیٰ کے قانون اور سربراہی کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے؟ اس کے بارے میں ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

عجیب مثال

ایک بڑا سا گاؤں ہے اس میں تیس چالیس گھروں کا ایک سردار رہتا تھا۔ وہ اپنی قوم کی بہت خدمت کیا کرتا تھا ہر لحاظ سے ان کے کام آتا تھا گاؤں کی بہت سی ضروریات اس کی محنت وکوشش سے

پوری ہوتی تھی انفرادی، اجتماعی اور دفاعی وغیرہ سبھی۔ وہاں ایک آدمی کسی اور گاؤں کا آیا وہ کمزور اور غریب تھا اپنا کام کاج چلانے کے لائق بھی نہ تھا، بدنی طور پر نحیف اور مالی طور پر بھی کمزور حیثیت والا تھا۔ نیز اس گاؤں میں بھی اس کا کوئی واقف کار یا رشتہ دار نہ تھا یعنی ہر لحاظ سے کمزور ومحتاج اور مفلس و نادار تھا۔ عجیب ماجرا اس وقت پیش آیا جب اس کمزور آدمی نے اس بستی کا سردار ہونے کا دعویٰ کر دیا وہ بستی کے لوگوں سے کہتا: میں تمہارا سردار ہوں اب یہاں میرا حکم چلے گا دوسرے کسی سردار کا حکم نہیں چلے گا۔ وہ زبردستی وہاں پہ اپنا حکم چلانا چاہتا تھا کیا اس کا یہ دعویٰ ٹھیک تھا؟ کیا وہی یہاں کا سردار ہے اور اسی کا حکم یہاں چلنا چاہیے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں! اگر ایسا ہوا تو ساری زندگی وہاں کی سرداری تو کُجا ایک دن میں ہی اس کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔ وہ حقیقی سردار کسی طرح سے اس کا کام تمام کر دے گا اور وہ اس کا مقابلہ قطعاً نہ کر پائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی ساری زمین اور زمین میں رہنے والوں کا خالق و مالک اور بادشاہ ہے جتنے انعامات ملے ہوئے ہیں یا حفاظت کا ساز و سامان ہے انفرادی ہو یا اجتماعی، زمینی ہو یا آسمانی، بدنی ہو یا مالی وغیرہ وغیرہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس کے فضل سے یہ سب نعمتیں ملی ہوئی ہیں کسی غیر کی طرف ہم ان کی نسبت نہیں کر سکتے۔ غیر تو خود اپنی حوائج میں اسی کے محتاج ہیں۔ اپنا کچھ نہیں بنا سکتے تو آبادی کے دوسرے لوگوں کا کیا بنا سکتے ہیں؟

تو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مقابلے میں پورے ملک اور سلطنت میں غیر کا قانون لانا، چلانا اور منوانا، وہ چاہے جس نام سے ہو انگریزی قانون ہو یا یہودی، سوشلزم ہو یا کسی انسان کا بنایا ہوا کوئی خود ساختہ قانون، اس کی کیا حیثیت ہے کہ اللہ کے قانون کے ساتھ مقابلہ کرے۔ اس مقابلے کا مطلب اپنے آپ کو یقینی طور پر برباد کرنے کے مترادف ہے اس کی ناکامی میں کوئی شک نہیں بلکہ اسے عذاب الٰہی کا انتظار کرنا چاہئے اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے قرآنی قانون کے مقابلے میں اپنا قانون لانا اور چلانا چاہتا ہوں تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے دماغ کا ٹیسٹ

کروائے کہ وہ کتنا بڑا پاگل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں، اللہ تعالیٰ کے قانون کے مقابلہ میں وہ اپنا قانون لانا چاہتا ہے یا بندوں کے بنائے ہوئے قانون کو ترجیح دیتا اور اس کی مدد کرتا ہے۔ یہ مقابلے کی کوشش ضرور اس کو بڑی مشکل میں ڈال دے گی۔ جیسے بستی کے اُس بڑے سردار کے مقابلہ میں اس نو وارد، غریب، کمزور اور محتاج آدمی کی سرداری کا بیڑہ غرق ہو جانا یقینی ہے اس کا حال بھی ایسا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ، ہدایت اور رہنمائی نصیب کرے آمین۔ ہر اس شخص کو بھی جس نے آمین کہا۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے قرآنی قانون کے مقابلہ میں اپنا قانون بنانا یا ایسے قانون کا ساتھ دینا اور رائج کرنے کی کوشش میں شامل ہونے والے کو اپنی بربادی میں شک نہیں کرنا چاہئے۔ وہ دنیا میں بھی خود محسوس کریگا انشاء اللہ تعالیٰ اور آخرت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب کرے۔

نوٹ: ان تفصیلات سے پتہ چلا کہ **دین کے پانچ شعبے ہیں**

1۔ تصوف: اس کے ذریعے سے انسان نیک بنتا ہے تقویٰ والا اور متبع سنت بنتا ہے اقوال وافعال، حرکات وسکنات، نشست و برخاست، عقائد واخلاق اور اعمال وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق آسانی کے ساتھ ہو جاتے ہیں، عقائد باطلہ، گناہ اور اخلاق رذیلہ سے با آسانی بچ سکتا ہے یہ شعبہ خانقاہی نظام میں مرشد کامل کی بیعت اور صحبت و نگرانی سے طے پاتا ہے۔

2۔ مدارس: دینی علوم اور دین کی معلومات، یہ مدارس میں حفاظ کرام اور علماءِ کرام سے ملتی ہے

3۔ دعوت وتبلیغ: لوگوں میں دین کی اشاعت دعوت وتبلیغ یعنی تبلیغی جماعت سے ہوتی ہے۔

4۔ جہاد: دین کی حفاظت کفریہ ممالک کے کفار سے جہاد سے ہوتی ہے جو معتمد علماءِ کرام کے متفقہ فیصلے سے کیا جائے۔

5۔ سیاست: اندرون ملک اندرونی مخالفین دین اور کفر کے ایجنٹوں سے دین کی حفاظت دینی

سیاست (جمعیت علماءِ اسلام کی تحریک) حکمت وموعظہ ومباحثہ اور مجادلۂ حسنہ سے ہوتی ہے۔
پہلا شعبہ مقصود اصلی ہے کہ انسان متقی اور شریعت کا پابند بنتا ہے دیگر چہار شعبے اس شعبے کے خدام اور معاونین ہیں۔ چونکہ متقی اور شریعت کا پابند بننا ہر مرد وزن پر فرض عین ہے باقی شعبوں میں سے اکثر فرض کفایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اور خدمت دین میں قبولیت نصیب فرماویں۔ آمین

سوال: تبلیغ سے کچھ نا کچھ اصلاح وتقویٰ اور اتباع سنت حاصل ہوتی ہے اس کے باوجود یہ شعبۂ اشاعت کہلائے گا اور اصلاح کا اصل شعبہ خانقاہ اور بیعت ہوگا؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: بے شک تبلیغ میں بھی کسی قدر اصلاح ہوتی ہے لیکن اس میں استقامت نہیں ہوتی۔ تبلیغ کے دنوں میں ٹھیک ہوتے ہیں اور بعد میں فرق آجاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں بھی تھوڑا سا خانقاہی نظام شامل ہے یعنی صبح وشام ذکر کی پابندی، چلّے کی پابندی وغیرہ لیکن درحقیقت اصلاح کے لئے خانقاہ اور تبلیغ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ تبلیغ سے دین کا رنگ چڑھتا ہے بیعت سے یہ رنگ پختہ ہوتا ہے۔ تبلیغ سے اصلاحِ عام ہوتی ہے بیعت سے اصلاحِ تام ہوتی ہے۔ بیعت سے جو ذکر ہوتا ہے اس سے اور مرشد کامل کی صحبت ونگرانی سے مرید کو ترقی ملتی ہے۔ تبلیغ سے ترقی نہیں ہوتی اگرچہ اشاعت کا ثواب ضرور ملتا ہے۔

عجیب واقعہ

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ حج کے لئے گئے وہاں علما کے گروپ میں ایک ریٹائر فوجی بھی تھا۔ تہجد کے وقت وہ فوجی سب سے پہلے اٹھ کر حرم شریف جاتا تھا۔ مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ حیران ہوئے کہ وہ ایک عام آدمی ہے اور میں عالم ہوں، دیوبند کا فاضل اور علما کا استاد ہوں اور حج گروپ کا لیڈر ہوں لیکن اس کے باوجود یہ عام آدمی مجھ سے عبادت میں آگے ہے۔ فرماتے ہیں ایک رات میں نے قصد کیا کہ میں اس سے پہلے تہجد کے لئے اٹھوں گا۔ میں جب اٹھا تو

دیکھا کہ اس کے بستر میں کوئی سو رہا ہے میں خوش ہوا شکر ہے آج میں اس سے نمبر لے گیا۔ وضو کے بعد جب میں کمرے میں آیا تو اتنے میں وہ ریٹائر فوجی حرم شریف سے چائے لایا اور مجھے پیش کی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے بستر میں کون سویا ہوا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ میں حرم شریف میں گیا وہاں ایک ناواقف حاجی کو بخار میں مبتلا دیکھا تو میں اسے لے آیا اور اپنے بستر میں لٹا کر واپس حرم شریف چلا گیا تھا۔ تو مولانا نے حیرت سے پوچھا: یہ کون ہے کہ جس نے ریٹائر فوجی یعنی ایک عام شخص کو مجھ سے آگے کر دیا؟ اس کے باوجود کہ میں عالم ہوں، دیوبند کا فاضل اور علماءِ کرام کا استاد ہوں، بنوری ٹاؤن مدرسے کا مہتمم ہوں اور علما کا لیڈر ہوں کس نے آپ کو مجھ سے آگے کر دیا کہ میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا؟ اس نے جواب میں بتایا کہ میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید ہوں۔ میں نے کہا افسوس ہے کہ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک عام آدمی کو اتنا مقام مل گیا اور ہم ان کی قدر نہیں جانتے اور محروم ہیں (از مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حیرت انگیز واقعات)۔ اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اللہ والوں کی صحبت سے اتنا مقام ملتا ہے کہ اگر مرید عام آدمی ہو تو عمل کے لحاظ سے بسا اوقات علماءِ کرام سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔

سوال: االلہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو صرف اور صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے پہلے بیان سے پتہ چلا کہ دین اپنی زندگی میں مرشد کامل کی بیعت وصحبت اور ان کے بتائے ہوئے اذکار سے حاصل ہوتا ہے اور اس سے نیک اعمال آسان اور گناہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور بغیر مرشد کامل نیک اعمال کرنا مشکل ہوتا ہے گناہ کرنا آسان ہوتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ دین پر چلنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

1 تصفیہ قلب یعنی دل کی صفائی **2** تزکیہ نفس یعنی نفس امارہ کی صفائی

سوال: تصفیہ قلب کیا ہے؟

جواب: دل اللہ تعالیٰ کی محبت ومعرفت کا دفتر اور گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ومعرفت زمین و

آسمان میں نہیں آسکتی مگر مومن کی دل میں سما سکتی ہے لیکن اگر دل میں خواہشات نفسانی وحب دنیا اور حب جاہ، بدنظری کی نحوست، بے حیاو بے پردہ خواتین کی تصاویر، ٹی وی، کیبل، کمپیوٹر اور موبائل کی بے حیائی موجود ہو اور بُرا سننے، بُرا بولنے اور بُری محفلوں کی نحوست و جراثیم اور برے اثرات وغیرہ دل میں جمع ہو جاتے ہیں اور شب و روز دل کے تصورات میں چلتے ہیں یہاں تک کہ نماز میں بھی یہی برائیاں یاد آتی ہیں تو اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت مکمل طریقے سے کیسے آسکتی ہے؟ کیونکہ غیر نے قبضہ کیا ہوا ہے اور خواہشاتِ نفسانی وشیطانی نے ڈیرہ جمایا ہوا ہے۔

سوال: دل پر غیر اللہ کے قابض ہونے کی علامت کیا ہے؟

جواب: دل پر جب غیر نے قبضہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت دل سے نکل گئی تو اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس آدمی کے لئے تقویٰ اختیار کرنا، سنت کے مطابق اپنی صورت و سیرت بنانا، لباس و عادات اور سنت طریقے پر زندگی گزارنا سمجھ میں نہیں آتا۔ انگریزی صورت و سیرت اور لباس و عادات بنانا سمجھ میں آتا ہے۔ دنیا کے کاموں میں اور خواہشات میں شب و روز مصروف رہنا سمجھ میں آتا ہے دین کے کاموں میں مصروف رہنا سمجھ میں نہیں آتا۔ چند روپے کے لئے باہر ملک (دبئی وغیرہ) جانا سمجھ میں آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور آخرت بنانے کے لئے تبلیغی جماعت میں سہ روزے کے لئے یا مسجد میں با جماعت نماز کی پابندی کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ بارہ بجے تک ٹی وی، موبائل، کیبل یا بغیر ضرورت کے گپ شپ کرنا سمجھ میں آتا ہے لیکن عشاء کی نماز با جماعت یا تہجد پڑھنا یا قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور مسنون اذکار وغیرہ کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ اپنے بہن بھائیوں اور بچے بچیوں کو سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلہ دلانا، انگریزی بال بنانا ، انگریزی لباس پہنانا اور انگریزی تعلیم دلانا سمجھ میں آتا ہے اور ان بچوں اور بچیوں کو دینی مدارس میں تعلیم دلانا، سنت لباس پہنانا، سنت شکل وصورت بنانا سمجھ میں نہیں آتا۔ شب و روز دنیا کا مذاکرہ، خواہشات کا مذاکرہ، مادیات کا مذاکرہ اور اسباب کا مذاکرہ سمجھ میں آتا ہے لیکن دین کا مذاکرہ،

آخرت کا مذاکرہ، اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا مذاکرہ اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا مذاکرہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ والوں سے محبت اور ہم نشینی کرنا سمجھ نہیں آتا جبکہ صدر، وزیر اعظم، افسروں یا اہلِ دنیا کے ساتھ محبت و نشست سمجھ میں آتی ہے اس دل پر غیر اللہ کا قبضہ نہیں تو اور کیا ہے؟ دل کا کمپیوٹر خراب نہیں تو اور کیا ہے؟ دل پر وائرس نے اثر نہیں کیا ہوا تو اور کیا ہے؟ اس کے دل میں غیر کی محبت غالب اور اللہ تعالیٰ کی محبت مغلوب نہیں تو اور کیا ہے؟ انہی جراثیم اور برے اثرات سے صفائی کا جو طریقہ ہے اس کا نام تصفیہ قلب ہے۔

سوال: تصفیہ قلب کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: مرشد کامل سے بیعت اور اس کے بتائے ہوئے اذکار سے دل کی صفائی ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَ صِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللهِ ۝**

یعنی: ہر شے کے لئے صفائی کرنے والی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے۔ (کنز الاعمال)

مقصد یہ ہے کہ کپڑا ہو یا برتن، صحن ہو یا گاڑی ہر چیز میں جب میل آجائے اور اس کی صفائی نہ کی جائے تو کیا حال ہوگا؟ کپڑے گندے اور میلے کچیلے ہو گئے اور بدبو شروع ہو گئی تو ماں، باپ، بیوی او بچے اس سے نفرت کریں گے آخر وہ خود بھی اپنی بدبو سے پریشان ہوگا۔ اسی طرح صحن اور برتن اور گاڑی کا تصور کر لیجئے، پھر ہر چیز کی صفائی کا ایک الگ طریقہ ہے کپڑے کے لئے سرف اور صابن ہے صحن کے لئے جھاڑو ہے زنگ آلود برتن کے لئے ریگ مال ہے گاڑی کے لئے سروس ہے۔

اسی طرح دل بھی، بے پردہ خواتین، ٹی وی، کیبل اور موبائل وغیرہ کے دیکھنے سے سخت گندا ہو جاتا ہے بُری باتوں کے سننے اور برے ماحول سے دل جتنا گندا ہوتا ہے کسی سے پوشیدہ نہیں پھر اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کس طرح آسکتی ہے؟ گلاس میں جب ناپاک چیز پڑی ہو تو کوئی عقل مند آدمی اس میں شربت یا دودھ نہیں ڈالتا تو اللہ تعالیٰ کی محبت ایسے ناپاک دل میں بھلا کیسے آسکتی ہے؟ یہ دل

نہ صابن سے صاف ہوگا نہ جھاڑو سے نہ سروس سے۔ اس کی صفائی کی ترتیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک جو چلتی آ رہی ہے وہی ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے یعنی دل کی صفائی ذکر اللہ سے ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ (سورۃ مزمل: آیت 8)

یعنی: اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اس کی طرف متوجہ رہو۔ (بیان القرآن) یعنی چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اس کی یاد میں مشغول رہو۔ غیر اللہ کا کوئی تعلق ایک لمحہ کے لئے بھی ادھر سے ہٹنے نہ دے (تفسیر عثمانی)۔ واضح ہو کہ اسم ذات کے ذکر سے غیر اللہ سے انسان کا انقطاع ہو جاتا ہے اور وصول الی اللہ ہو جاتا ہے۔ یعنی غیر اللہ سے کٹ کر اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے۔ جب ذکر کرنے سے انسان کو اتنا بڑا مقام مل جاتا ہے پھر اور کیا چاہیے۔

عجیب التاثیر واقعہ

حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی مرکزی امیر تبلیغی جماعت رائے ونڈ کے مرشد حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ بانی تبلیغی جماعت کے صاحبزادہ مولانا یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہا کہ اگر اجازت ہو تو ایک بات بتانا چاہتا ہوں اگرچہ بے ادبی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہر عمل کی قبولیت کے لئے اخلاص شرط ہے اخلاص کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں لیکن اخلاص حاصل کرنے کے لئے چار چیزوں کی ضرورت ہے۔

پہلے ذکر ہو، ذکر سے فکر شروع ہو گی اللہ تعالیٰ کی قدرت و کمالات و انعامات میں فکر سے یکسوئی شروع ہو جائے گی یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہری دوستی اور محبت و تعلق پیدا ہو جائے گا۔ یکسوئی سے اللہ تعالیٰ پر یقین کامل ہو جائے گا یقین کے بعد اخلاص حاصل ہو جائے گا۔ پھر جو کام بھی کرے گا وہ دین ہو

گا۔اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کا نبی بنانا تھا تو پہلے یادِ الٰہی کے لیے غارِ حرا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانے لگے وہاں ذکر ہوتا تھا جس سے فکر شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، کمالات اور احسانات میں فکر سے یکسوئی شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہری دوستی و تعلق و محبت اور یکسوئی سے یقین کمال تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، عظمتوں اور صفات پر۔ پھر اخلاص حاصل ہوا اور سارے جن وانس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی و پیغمبر بنایا اور روزِ قیامت تک رہبر و پیغمبر طے فرمایا گیا۔

حضرت رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی رشتہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں اور ہم آپ کے امتی ہیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کو اپنے لئے کامیابی کا طریقہ مانتے ہیں تو ہمارے لئے بھی یہی طریقہ کارگر ہوگا کہ پہلے ذکر کریں۔ ذکر سے فکر شروع ہو جائے گا۔ فکر سے یکسوئی، گہری دوستی اور تعلق مل جائے گا۔ اس یکسوئی سے یقین کامل ملے گا پھر ہمارا ہر کام دین ہو جائے گا کھانا پینا، سونا جاگنا، آنا جانا، تعلق و دوستی سب دین بن جائے گا۔

اسی وجہ سے دیوبند کے حضرات کا یہ معمول رہا کہ طالب علم جب علم ظاہری سے فارغ ہوتا تھا تو اس سے پوچھتے تھے کہ تو صاحب نسبت ہے یا نہیں؟ اگر نہ ہوتا تو دستار فضیلت نہیں باندھتے تھے اور اسے بتا دیتے کہ تم عربی دان بنے ہو عالم نہیں، صرف عربی دان تو ابوجہل بھی تھا۔ ان حضرات کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ علم ظاہری کے بعد ایک سال علم باطنی کے حصول کے لئے کسی مرشد کامل کی صحبت و نگرانی میں گزارا جائے اور اسے وہ ضروری سمجھتے تھے۔ اس سے پہلے نہ تدریس کی اجازت ہوتی تھی نہ وعظ کہنے کی۔ ایک سال کے بعد پھر وہ جو بھی کام کرتا تھا صحیح طریقے سے کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ: مرشد کی ہدایت کے مطابق ذکر سے پورا دل صاف ہو جائے گا پھر اللہ تعالیٰ کی محبت

ومعرفت خود بخود اپنے گھر (دل) میں آجاتی ہے پھر نیکی، تقویٰ اور اتباعِ سنت آسان ہوجاتا ہے اور گناہ، برائی، دین کی خلاف ورزی، ٹی وی، کیبل، بدنظری وغیرہ کرنے سے دل ناگواری محسوس کرتا ہے نیز بیعت کی برکت سے برائی کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔بس اسی کا نام تصفیہ قلب ہے۔ ہماری کم بختی ہے کہ کپڑے کی صفائی کی بہت فکر ہوتی ہے کپڑے کا گند، صحن کا گنداور گاڑی کا گند برداشت نہیں ہوتا لیکن دل کے گند کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور دل کی صفائی کا کوئی خیال نہیں۔اس کی نحوست سے نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مشکل ہوگیا دین کی فکر کرنا مشکل ہوگیا مگر گناہ کرنا آسان ہوگیا۔ ماں باپ کو راضی کرنا مشکل ہوگیا اور ماں کو گالیاں دینا اور باپ سے جھگڑا اور سلام کلام بند کرنا آسان ہوگیا۔ سنت کے مطابق اپنی صورت بنانا مشکل ہوگیا اور سنت کے خلاف بنانا آسان ہوگیا۔ دنیا کی عارضی زندگی بنانے کی نیت سے خود انگریزی تعلیم حاصل کرنا اور بچوں کو انگریزی تعلیم دلانا آسان ہوگیا۔ اپنے خالق کو راضی کرنے اور جنت حاصل کرنے کے لئے نیز جہنم سے حفاظت کے لئے، نفس امارہ اور شیطان لعین سے حفاظت کے لئے دینی تعلیم حاصل کرنا اور بچوں کو دینی تعلیم دلانا مشکل ہوگیا وغیرہ وغیرہ۔ یہ دل کا کمپیوٹر خراب نہیں تو اور کیا؟ اس کی صفائی کی کوئی اور ترتیب نہیں سوائے تصفیہ قلب کے۔تصفیہ قلب نہایت ضروری ہے ورنہ کام بہت خراب ہوجائے گا۔

نوٹ: کسی مرشد کامل سے بیعت کرنی چاہیے اور اپنے مرشد کا بتایا ہوا ذکر کرنا چاہیے۔ ہر نماز کے ساتھ پانچ دس منٹ اللہ اللہ کا ذکر کرنا کیا مشکل ہے؟ اس سے ہمارے دل پر معاشرے کا جو گند آتا ہے اس سے صفائی ہوجائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ والے یہ نہیں کہتے کہ ماحول چھوڑ دو، ملازمت چھوڑ دو، تعلیم یا کاروبار چھوڑ دو، یہ چیزیں ہمارے معاشرے کی ضرورت ہیں ان کو عام طور پر نہیں چھوڑا جاسکتا لیکن اللہ والے یہ کہتے ہیں کہ اس معاشرے کی وجہ سے دل میں جو گند آتا ہے اس کی صفائی ضروری ہے۔ ورنہ دنیا بھی خراب ہوگی اور آخرت بھی خراب ہوگی بلکہ ایمان بھی نکل

جانے کا خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر سے اپنے دوستوں (مرشدین کاملین) کے ذریعے سے ہم سب کے دلوں کو صاف فرمادیں۔ آمین

سوال: دین پر چلنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے **1** تصفیہ قلب **2** تزکیہ نفس۔ تصفیہ قلب کا پتہ چلا کہ اگر یہ نہیں ہوگا تو دین پر چلنا مشکل ہوگا جیسا کہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ دوسری چیز تزکیہ نفس ہے۔ نفس کیا ہے؟ اور اس کی اقسام کتنی ہیں؟ اور تزکیہ نفس کس طرح ہوتا ہے؟

جواب: نفس اللہ تعالیٰ کا اور انسان کا دشمن ہے جیسے شیطان لعین۔ بلکہ نفس کی دشمنی شیطان لعین سے بھی بہت زیادہ ہے۔ شیطان پہلے نیک تھا۔ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان پہلے کروڑوں سال بے ریا عبادت کیا کرتا تھا حتّٰی کہ ’’طاؤس الملائکہ‘‘ یعنی فرشتوں کا سردار بن گیا۔ اور اتنا بڑا عالم تھا کہ ’’معلّم الملائکہ‘‘ بن گیا لیکن اس میں نفس امارہ تھا اس کا تزکیہ نہیں ہوا تھا نفس نے اس کو شیطان اور ملعون بنادیا جب اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کر تو اس کے نفس نے سر اٹھایا اور کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ یہ ’’میں‘‘ ہی تو نفس ہے۔ پتہ چلا کہ نفس شیطان سے زیادہ خبیث ہے اس سے بچنے کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ جب نفس نے شیطان کو جو ’’طاؤس الملائکہ‘‘ اور ’’معلّم الملائکہ‘‘ تھا، کروڑوں سال کی عبادت اور بڑے علم کے باوجود بھی گمراہ کردیا تو ہم کس باغ کی مولی ہیں۔ نہ تو ہم نے اتنی عبادت کی ہے نہ ہی ہمارے پاس اتنا علم ہے۔ تو ہمیں نفس امارہ سے بچنے کے لئے تزکیہ نفس کو بہت اہمیت دینی چاہیے۔

نفس کی اقسام

واضح ہو کہ انسان کو گمراہ کرنے کے لئے دو دشمن ہیں نفس امّارہ اور شیطان لعین۔ پہلے نفس کا بیان تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔ نفس کی تین اقسام ہیں۔

1 نفس امارہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوٓءِ ۝ (سورۃ یوسف: آیت 53)

یعنی: نفس تو بری بات ہی بتلاتا ہے۔

2 . نفس لوامہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝

یعنی: میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے (سورۃ قیامہ: آیت 1،2)

3 . نفس مطمئنہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَآأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيٓ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبٰدِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

یعنی: اے وہ نفس جس نے چین پالیا پھر چل اپنے رب کی طرف، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری بہشت میں۔ (سورۃ فجر: آیت 27 تا 30)

نفس کی تینوں اقسام کی علامات

نفس امّارہ کی علامات یہ ہیں کہ برائیوں اور گناہوں کا سختی سے حکم دیتا ہے۔ انسان سے گناہ بھی کرواتا ہے اور شاباش بھی دیتا ہے کہ ایسا ہی کرنا چاہیے تھا پھر وہ اس گناہ سے خوش ہونے لگتا ہے۔ ایسے آدمی کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی کیونکہ اس کا ذہن یہ ہوتا ہے کہ یہی طریقہ بہتر ہے۔ تو اس حال میں اس کو توبہ کا خیال ہی نہیں آتا اور نہ توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔ جھوٹ بولنا، داڑھی منڈوانا، ٹی وی، کیبل اور موبائل کی تصاویر دیکھنا معاشرے کی ضرورت سمجھتا ہے اور اس میں لذت محسوس کرتا ہے۔ اس کے دل میں توبہ کا ارادہ بالکل نہیں آتا۔

نفس لوّامہ کی علامات یہ ہیں کہ انسان سے گناہ کرواتا ہے پھر اسے ملامت بھی کرتا ہے کہ یہ گناہ

کیوں کیا ہے؟ نفس لوّامہ، نفس امارہ سے تھوڑا سا بہتر ہے کیونکہ یہ اپنے آپ کو کچھ ملامت کرتا ہے۔ ہوسکتا ہے اسی ملامت سے توبہ کی توفیق مل جائے اور کام بن جائے۔

نفس مطمئنہ کی علامات یہ ہیں کہ وہ انسان کا اتنا تابعدار ہوتا ہے کہ نیکی اور عبادات سے مطمئن اور خوش ہوتا ہے اور گناہ سے تنگ اور پریشان ہوتا ہے۔ نیک اعمال اور تقویٰ اس کے لئے آسان ہو جاتے ہیں اور ان میں لذت محسوس کرتا ہے۔ گناہ مشکل ہو جاتے ہیں اور ان سے نفرت ہو جاتی ہے۔ نیز مأمورات شرعی، مرغوباتِ طبعی بن جاتے ہیں اور ان کی لذت محسوس ہوتی ہے اور مَنہِیّاتِ شرعی، مکروہاتِ طبعی بن جاتے ہیں اور ان سے اذیت محسوس ہوتی ہے۔ اسی نفس مطمئنہ کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا ہے **يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ** ---

نفس اور شیطان کے درمیان فرق

واضح ہو کہ نفس اور شیطان میں چار قسم کے فرق ہیں۔

1 نفس اندرونی دشمن ہے اور شیطان بیرونی دشمن ہے۔

2 نفس قوی دشمن ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے **إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوٓءِ** **یعنی**: نفس تو ہر ایک کو بری بات ہی بتلاتا ہے (سورۃ یوسف: آیت 53)۔ (اس میں مبالغہ کا صیغہ آیا ہے) شیطان کمزور دشمن ہے۔ قرآنِ حکیم میں ہے

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيفًا (سورۃ النساء: آیت 76)

یعنی: بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے۔

3 نفس ضدی دشمن ہے بار بار ایک گناہ کا اصرار کرتا رہتا ہے اگرچہ انسان وہ نہ کرے اور شیطان چالاک دشمن ہے ایک بار گناہ کا بتاتا ہے اگر انسان وہ نہ کرے تو پھر اس بات کو چھوڑ دیتا ہے۔

4 نفس مسلمان اور مطمئنہ ہوسکتا ہے اور شیطان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قانون یہ ہے کہ کسی شہر پر باہر سے دشمن حملہ کرنا چاہتا ہو لیکن وہ دشمن باہر بھی ہو اور کمزور بھی ہو تو اندرونی اور قوی دشمن کو ساتھ

ملائے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتا یعنی اندرونی اور قوی دشمن کا سہارا مل جائے تبھی نقصان پہنچا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

جب مرشد کامل کی بیعت اور بتائے ہوئے ذکر سے نفس، مسلمان اور مطمئنہ ہو گیا تو شیطان لعین باہر بھی ہے اور ضعیف بھی، مرید ان دونوں دشمنوں سے بچ سکے گا۔ نفس سے بھی کیونکہ وہ مسلمان، مطمئنہ اور تابعدار ہو چکا ہے اور شیطان لعین سے بھی کیونکہ وہ باہر اور ضعیف ہے اسے اندرونی اور قوی سے کوئی سہارا نہیں ملا۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا شیطان لعین کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا کیونکہ ان کے نفوس کا تزکیہ ہو چکا تھا اور نفس بھی مطمئنہ بن چکا تھا۔

نوٹ: مرشد کامل کی بیعت وصحبت سے جب نفس مطمئنہ بن گیا تو شیطان سے بھی بچ گیا اور نفس سے بھی تو ایسے انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں **پانچ خوش خبریوں اور انعامات** کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝ (سورۃ فجر: آیت 27)

یعنی: اے وہ نفس جس نے چین پالیا پھر چل اپنے رب کی طرف، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری بہشت میں۔

پہلا انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلایا ہے۔ **دوسرا انعام** یہ ہے کہ آپ خوش وخرم ہو جائیں۔ **تیسرا انعام** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی اور خوش ہے۔ **چوتھا انعام** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے نیک بندوں میں جمع ہو جاؤ۔ **پانچواں انعام** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ کتنے بڑے اور قیمتی انعامات ہیں۔ سبحان اللہ! کتنا بلند مقام ہے اور کیا خوب انعامات ہیں اور ہم کیا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرما دے۔ آمین۔ اور اسے بھی جس نے اس دعا پر آمین کہا۔

سوال: انسان کو گمراہ کرنے کے لئے نفس امّارہ مسلسل کوشش میں لگا ہوا ہے اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے اور نفس امّارہ سے نفس مطمئنہ کس طرح بنتا ہے؟

جواب: تزکیہ نفس یہ ہے کہ نفس امارہ کا علاج کر کے اسے امارہ سے مطمئنہ بنا دیا جائے۔ پہلے یہ گزر گیا کہ دین پر چلنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک تصفیہ قلب دوسری تزکیہ نفس یعنی نفس کی پاکی اور صفائی۔ تصفیہ قلب کا بیان تو ہو گیا کہ کتنا ضروری ہے اگر تصفیہ قلب نہیں ہوا تو دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی بجائے غیر کی محبت سما جاتی ہے جس سے بہت بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ مرشد کے بتائے ہوئے ذکر سے تصفیہ قلب ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت دل میں کھلم کھلا نظر آنے لگتی ہے پھر کام بن جاتا ہے۔ اب دوسری چیز تزکیہ نفس کی ضرورت ہے یہ بہت مشکل کام ہے کیونکہ نفس امارہ بذات خود خبیث ہے اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ انسان کے اندر شب و روز پوری قوت سے گمراہ کرنے میں مصروف ہے۔ دل کی صفائی تو ذکر کے ذریعے ہوتی ہے لیکن تزکیہ نفس (نفس کی صفائی) اذکار سے ممکن ہے نہ مجاہدات سے، نہ ریاضت سے، نہ مدارس اور تبلیغ سے نہ جہاد سے نہ حج سے، نہ صدقات سے بلکہ صرف اور صرف مرشد کامل کی بیعت و صحبت سے ہوتی ہے۔ چونکہ دل اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت کا گھر تھا اور صاف ستھرا تھا لیکن غیر کی خواہشات نے اسے گندا کر دیا تھا مگر وہ ذکر سے صاف ہو جائے گا جبکہ نفس امارہ بذات خود خبیث ہے، اصل میں ناپاک ہے، نہ ذکر سے صاف ہوتا ہے نہ اعمال سے نہ دینی علوم اور تبلیغ سے نہ جہاد سے، بلکہ صرف اور صرف مرشد کامل کی بیعت و صحبت سے اس کا تزکیہ اور صفائی ہوتی ہے پھر یہ مطمئنہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ گوبر ہے...... جو کہ پانی سے کبھی پاک نہیں ہوتا کیونکہ اس کی ذات ہی ناپاک ہے ہاں وہ آگ کی صحبت سے راکھ بن جائے گا تب پاک ہو جائے گا۔ جیسے مردہ گدھا ناپاک ہے صابن وغیرہ سے اسے جتنا دھویا جائے وہ پاک نہیں ہوگا۔ ہاں جب وہ نمک کی صحبت میں یعنی نمک کی کان میں گر جانے سے گدھا بھی نمک بن جائے گا تو پاک ہو جائے گا۔

سوال: اس بات کی کیا دلیل ہے کہ نفس کا تزکیہ اور صفائی نہ دینی علوم سے ہوتی ہے نہ اعمال و اذکار اور مجاہدات سے، نہ تبلیغ و جہاد وغیرہ سے بلکہ مرشد کامل کی بیعت وصحبت اور نگرانی سے ہی اس کا تزکیہ ہوتا ہے اور بجائے نفس امّارہ کے لوامہ بن جاتا ہے پھر نفس مطمئنہ اور راضیۃ مرّضیہ بن جاتا ہے اس کی وجہ اور دلیل کیا ہے؟

جواب: اس کی چار دلیلیں ہیں ایک قرآن پاک سے دوسری حدیث مبارک سے تیسری مقامِ صحابہ سے چوتھی شیطان ملعون سے۔

1۔ قرآن پاک سے دلیل

یاد رہے کہ تصفیہ قلب (دل کی صفائی) کی نسبت، حدیث شریف میں ذکر کی طرف کی گئی ہے:

لِکُلِّ شَیٍٔ صِقَالَۃٌ وَ صِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ ○ (کنزالعمال)

یعنی: ہر شے کے لئے صفائی کرنے والی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے۔ لیکن تزکیہ نفس کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا ''وَیُزَکِّیْھِمْ''

یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں کو تزکیہ نفس فرماتے تھے۔ قرآن پاک میں تزکیہ نفس کی نسبت خود اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس کی جانب کی ہے۔ نہ اذکار کی طرف نہ علوم و اعمال اور مجاہدات کی طرف۔ اس سے معلوم ہوا کہ تزکیہ نفس، مرشد کی صحبت اور اس کے ساتھ توجہ قلبی و تصرف قلبی سے ہوتا ہے۔

2۔ حدیث شریف سے دلیل:

اَلْمَرْأُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ مَنْ یُّخَالِلُ ○ **یعنی:** انسان اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس انسان دیکھ لے کہ کس کی دوستی اختیار کرتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، موطا)

یاد رکھیں مرشد کامل گہرا دوست ہوتا ہے اپنے مرید کے لئے۔ اس حدیث شریف کی مطابقت سے پتہ چلا کہ مرشد کامل میں جو تزکیہ وصفائی، تقویٰ ومحبت، اور معرفت الٰہی موجود ہوگی وہی کیفیت اس

کے مرید میں منتقل ہوگی۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ یہ چیز بھی صحبت سے ملتی ہے نہ اذکار ومجاہدات سے نہ مدارس وجہاد وغیرہ سے۔

3۔ صحابہ کرام سے دلیل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو مقام ملا صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے ملا۔ نہ علوم واعمال سے، نہ مجاہدات وریاضات اوراذکار سے، نہ مدارس وتبلیغ سے۔ اگر ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایمان لانے کے بعد کچھ دیر بھی زندہ رہا پھر دنیا سے رخصت ہوگیا تو اس کے مقام کو ساری دنیا کے اولیاءِ عظام اور علماءِ کرام نہیں پہنچ سکتے اس کے باوجود کہ اسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ کا موقع بھی نہ ملا ہو۔ پتہ چلا کہ صحبت سے جو مقام ملتا ہے وہ علوم سے اور دینی قربانی وغیرہ سے نہیں ملتا۔ تابعین کو جو مقام ملا وہ صرف اور صرف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت سے ملا اسی طرح تبع تابعین کو جو مقام ملا وہ تابعین کی صحبت سے ملا ان کے مقام تک بڑے بڑے اولیاءِ عظام وعلماءِ کرام نہیں پہنچ سکتے اس سے پتہ چلا کہ مرشد جتنے اونچے مقام والا ہوگا مرید کا مقام بھی اسی نسبت سے بلند ہوگا۔

4۔ شیطان ملعون سے دلیل:

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ شیطان پہلے بہت نیک تھا کروڑوں سال بے ریا عبادت کیا کرتا تھا لیکن اس کا ایمان نہیں بچا۔ زیادہ عبادات واذکار وریاضات کی وجہ سے اس کا نام ''طاؤس الملائکہ'' فرشتوں کا سردار بن گیا اور اتنا بڑا عالم تھا کہ ''معلّم الملائکہ'' یعنی فرشتوں کا استاد بن گیا۔ تصفیہ قلب چونکہ ذکر سے ہوتا تھا اور وہ ذاکر تھا اس لئے یہ تو ہوگیا لیکن اس کا تزکیہ نفس نہیں ہوا تھا جس کے وجہ سے وہ گمراہ ہوگیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کر تو اس نے انکار کر دیا اور کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ کہ میں آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے بہتر ہوں۔ اَنَا یعنی ''میں'' یہی نفس ہے۔ جب شیطان کا نفس مغرور ومتکبر ہوا تو ابد الآباد کے لئے ملعون بنا دیا۔ خود بھی جہنمی ہوگیا اور لوگوں کے گناہ میں بھی حصہ دار بن

گیا۔اس کی وجہ یہی تھی کہ اس کے نفس کا تزکیہ نہیں ہوا تھا کیونکہ نفس کا تزکیہ مرشد کامل کی بیعت و صحبت سے ہونا تھا اور اسے مرشد کامل نہیں ملا اس کے زمانے میں فرشتے تھے جو مرشد نہیں بن سکتے تھے کیونکہ وہ خلاف جنس ومزاج تھے۔ پہلے مرشد کامل اس کو سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام ملے اس نے نفس امارہ کی وجہ سے آپ کا انکار کر دیا۔

نوٹ: علماء کرام اور بڑے عبادات واذکار وریاضات والے عابدین جو مرشد کامل کے بغیر چل رہے ہیں ان کو شیطان لعین سے عبرت پکڑنی چاہیے وہ کروڑوں سال کی عبادات کے باوجود اور ''معلّم الملائکہ'' ہونے کے باوجود ''تزکیہ نفس نہ ہونے کی وجہ سے'' ملعون ہو گیا اس کی عبادات اور علوم کچھ کام نہ آئے اور نفس نے اسے گمراہ بنا دیا۔ ہمیں نفس امارہ سے بچنے کے لئے تزکیہ نفس کو بہت اہمیت دینی چاہیے اور مرشد کامل کی بیعت وصحبت کو لازم پکڑنا چاہئے کیونکہ اسی سے تزکیہ نفس ہوگا۔

سوال: جس شخص کا تزکیہ نفس نہیں ہوا اور عبادات واذکار اور مجاہدات سے تصفیہ قلب ہو گیا اور بڑا عالم وقاری اور مبلّغ ومجاہد وغیرہ صفات والا آدمی بن گیا تو کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی مقام ہے یا نہیں؟ کیا صرف تصفیہ قلب سے کام بنتا ہے جبکہ تزکیہ نفس نہ ہو؟

جواب: جس کا تزکیہ نفس نہیں ہوا وہ کچھ نہیں چاہے جتنا بڑا عالم وقاری ومبلغ ومجاہد وغیرہ ہو۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کا تزکیہ نفس ہو گیا وہ کامیاب ہے اور جس کا تزکیہ نہیں ہوا وہ ناکام ہے۔ چاہے جو بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس پر قسم بھی کھائی ہے اور ایک دو چار قسموں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ گیارہ قسمیں کھائی ہیں۔ قرآن پاک میں ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝

یعنی: قسم سورج کی اور اس کی دھوپ چڑھنے کی اور چاند کی جب آئے سورج کے پیچھے اور دن کی جب اس کو روشن کرلے اور رات کی جب اس کو ڈھانک لیوے اور آسمان کی جیسا کہ اس کو بنایا اور زمین کی اور جیسا اس کو پھیلایا اور نفس کی اور جیسا کہ اس کو ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اس کو بدی کی اور بچ کر چلنے (پرہیزگاری) کی تحقیق مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنوار لیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا چھوڑا۔(سورۃ الشّمس: آیت 1)

ان آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ قسمیں کھا کر اپنا ایک اٹل فیصلہ سنایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کا تزکیہ نفس ہو گیا وہ کامیاب ہے چاہے عالم ہو یا اَن پڑھ، افسر ہو یا ماتحت، مرد ہو یا خاتون، دینی طالب علم ہو یا کالج، یونیورسٹی کا طالب علم اور جس کے نفس کا تزکیہ نہیں ہوا وہ ناکام اور خسارہ میں ہے چاہے جو بھی ہو۔ مولانا صاحب ہوں یا قاری صاحب، پیر صاحب ہوں یا مرید صاحب، امام صاحب ہوں یا مقتدی، عہدہ دار ہو یا کوئی عام شخص، مرد ہو یا عورت۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا تزکیہ نفس فرمائے۔ بندہ ناچیز ناقص العلم کا خیال ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کسی اور بات پر اتنی زیادہ قسمیں نہیں کھائی ہیں جتنی تزکیہ نفس پر کھائی ہیں۔ یہ گیارہ قسمیں کھانا تزکیہ نفس کی اہمیت پر ایک زبردست دلیل ہے۔ واللہ اعلم

سوال: کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرا تزکیہ نفس ہو چکا ہے؟ میں نفس سے مطمئن ہوں اور نفس امارہ کی شرارتوں سے محفوظ ہوں؟

جواب: یہ کہنا حرام ہے کہ میرا تزکیہ نفس ہو چکا ہے اور میں نفس کی شرارتوں سے بچا ہوا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

فَلَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۠ (سورۃ النجم : آیت 32)

یعنی: سنو! مت بیان کروا پنی خوبیاں، وہ خوب جانتا ہے اس کو جو بچ کر چلا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يُزَكُّوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ‌ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ (سورۃ نساء: آیت 49)

یعنی: کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو اپنے آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں بلکہ اللہ ہی پاکیزہ کرتا ہے جس کو چاہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اپنے نفس کو تزکیہ شدہ اور صاف سمجھنا اور کہنا حرام ہے۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بارے میں کہتا پھرے کہ مجھے تزکیہ کی ضرورت نہیں۔ ایسا آدمی نفس کی شرارتوں سے بے خبر ہے۔ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفۡسِىۡ‌ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىۡ‌ؕ

یعنی: میں اپنے نفس کی صفائی نہیں بیان کرتا کیونکہ نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جو رحم فرمائے میرا رب۔ (سورۃ یوسف: آیت 53)

سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ خود نبی تھے ایک نبی کے صاحبزادے، ایک نبی کے پوتے اور ایک نبی کے پڑپوتے تھے (یعنی یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم الصلوات والسلام)۔ پھر بھی اپنے بارے میں یہ بتاتے ہیں کہ میں اپنے نفس کو بری اور پاک نہیں بتلاتا کیونکہ نفس تو بری بات ہی بتلاتا ہے (معارف القرآن)۔ ذرا سوچیے تو ہم پندرویں صدی کے لوگ کس باغ کی مولی ہیں کہ ہم کہیں کہ ہمارے نفس کو تزکیہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بیمار کو اپنی بیماری کا پتہ اس وقت تک نہیں چلتا جب تک کہ وہ کسی ماہر ڈاکٹر سے وہ اپنی تشخیص نہ کروائے۔ تشخیص کے بعد پتہ چلا کہ ٹائیفائیڈ بھی ہے، شوگر بھی ہے، بلڈ پریشر بھی ہے، یرقان کے بھی کچھ اثرات ہیں اور دل کے بھی دو یا تین شریانیں بند ہیں۔ پھر بیمار کو احساس ہوتا ہے کہ میں نے پہلے ہی ماہر ڈاکٹر سے تشخیص کیوں نہیں کروائی تاکہ یہ بیماریاں ابتداء سے ہی کنٹرول کی جاسکتیں۔ اسی طرح جس نے مرشد کامل سے بیعت کے ذریعے سے اپنی تشخیص نہیں کرائی وہ لاکھ کہے کہ میں ٹھیک ہوں مجھے کیا ہوا ہے لیکن بیعت کے بعد اسے پتہ چلے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ نزدیک ہوں یا مخلوق کے؟ میرے دل میں آخرت کی فکر زیادہ ہے یا دنیا کی؟ پھر گزری ہوئی زندگی پر حسرت ہوگی

یا خوشی؟ کسی نے بتایا کہ میں دن میں دکان پر سوار ہوتا ہوں اور رات کو دکان مجھ پر سوار ہوتی ہے۔ بس یہی آج کل عمومی حالت ہے۔ ایک مولوی صاحب نے بیعت کر کے چار پانچ دن ذکر و اذکار کرنے کے بعد مجھے بتایا کہ اب میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میں نیا ایمان لایا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرشد کامل کے ذریعے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب نصیب فرمائے۔ آمین

نوٹ: ہم شیطان لعین سے جتنا ڈرتے ہیں نفس سے اس سے زیادہ ڈرنا چاہیے شیطان کمزور دشمن بھی ہے اور باہر بھی ہے نفس قوی دشمن ہے اور اندر بھی ہے نفس جب شیطان کو گمراہ بنا سکتا ہے اس کے باوجود کہ کروڑوں سال کا وہ عابد تھا، اتنا بڑا عالم تھا کہ فرشتوں کا استاد تھا پھر بھی نفس نے اسے ملعون اور جہنمی بنا دیا۔ نفس نے شیطان کو کہا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ نہ کر! اس نے کہا: میں ان سے بہتر ہوں یہ نفس نے اسے گمراہ بنایا تھا۔ اس کے بارے میں ضرور فکرمند ہونا چاہیے۔ شیطان کو مرشد نہیں ملا چونکہ اس زمانے میں فرشتے تھے وہ شیطان کے ہم مزاج نہ تھے مرشد نہ ہونے کی وجہ نفس امارہ نے شیطان کو گمراہ بنا دیا۔ نفس کا تزکیہ مرشد کامل کی بیعت سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مرشد کامل کے ذریعے سے سب کا تزکیہ نفس فرما دے۔

سوال: نفس امارہ کس انسان میں ہوتا ہے اور کس میں نفس لوّامہ اور کس میں نفس مطمئنہ ہوتا ہے؟

جواب: مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (کراچی والے) نے لکھا ہے لوگ تین طرح کے ہیں

1۔ بغیر بیعت وصحبت: ایسا شخص نفس اَمارہ میں مبتلا ہوتا ہے اس کو گناہ کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی بلکہ معاشرے کی ضرورت سمجھتا ہے گناہ کرنے سے پریشان نہیں ہوتا بلکہ خوش ہوتا ہے۔ اس کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی کیونکہ اس کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

2۔ مرشد کامل سے بیعت: یہ شخص مرشد کامل سے بیعت کے باوجود اذکار نہیں کرتا وہ شخص نفس لوّامہ میں مبتلا ہوتا ہے گناہ بھی کرتا ہے اور اس گناہ سے پریشان بھی ہوتا ہے اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے کہ میں نے یہ گناہ کیوں کیا اور اس حکم میں سستی کیوں کی؟ اس کو توبہ کی توفیق مل جاتی ہے کیونکہ وہ

گناہوں سے پریشان ہوتا ہے۔

3۔مرشد کامل سے بیعت اور ذکر کا اہتمام: مرشد کی بیعت وصحبت کے ساتھ ساتھ اس کے بتائے ہوئے ذکرواذکار بھی کرتا ہے اس کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے اس کے لیے گناہ کرنا مشکل ہوتا ہے اور نیک اعمال کرنا آسان ہوتا ہے۔تقویٰ، اتباعِ سنت اور دین داری اختیار کرنا اس کی طبیعت و مزاج میں آجائے گا جیسے کھانا پینا مزاج وطبیعت کی چیز ہے۔اسے اعمال میں مزہ آئے اور گناہ سے نفرت وتنگی ہوگی اور طبیعت اس سے متنفر ہوگی۔جیسے بھوک اور پیاس سے نفرت ہوتی ہے۔اس کے لئے سارے عقائد استدلالی سے بدیہی ہوجائیں گے اور سکرات کے وقت ایمان کے زوال سے محفوظ رہے گا اور شیطان لعین سے بچ جائے گا کیونکہ شیطان لعین استدلالی مسائل میں بحث کرسکتا ہے بدیہی میں وہ کیا بحث کرے گا۔عقائد پر اس کو اطمینان ہوگا۔

امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات شریف میں مکتوب نمبر 46 اور مکتوب نمبر 92 میں اسی طرح لکھا ہوا ہے کہ اس نفس مطمئنہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پانچ خوش خبریاں دی گئی ہیں **یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ** ... الی آخر۔

<u>یعنی</u>: (1) اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میری طرف لوٹ آؤ۔(2) آپ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے۔ (3) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوگا۔(4) اللہ والوں کے گروہ میں شامل ہوجاؤ۔(5) اللہ تعالیٰ کے مہمان خانے (جنت) میں داخل ہوجاؤ۔پھر کروڑوں، اربوں سال بلکہ ہمیشہ کے لئے اسی میں رہیں گے وہ لامتناہی زندگی ہوگی۔

سبحان اللہ! مقصد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پانچ اعلانات وانعامات ہیں تو اس سے بڑھ کر دنیا وآخرت میں اور کیا مقام ہوگا؟

اللہ تعالیٰ ہمارے نفس امّارہ کو مرشد کامل کے ذریعے سے نفس مطمئنہ بنادے اور نفس امّارہ سے نجات دے۔آمین۔اور اس کے لئے بھی جس نے اس پر آمین کہا۔

ایک عجیب اصلاحی واقعہ

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ایک مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نماز میں لمبی قرأت کرتا تھا جس سے مجھے بہت مزہ محسوس ہوتا تھا اور مقتدیوں کو بھی بہت لطف آتا تھا۔ ایک دن مختصر قرأت کی تو ایک مقتدی نے کہا مولوی صاحب آپ کی لمبی قرأت میں مجھے بہت مزہ آتا تھا، پھر میں نے لمبی قرأت شروع کر دی کیونکہ مجھے بھی اور مقتدیوں کو بھی اس میں مزہ آتا تھا۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھئی لمبی قرأت مختصر کر دو، یہ نفس کی پیروی ہے آپ نماز میں لمبی قرأت مزہ لینے کی وجہ سے پڑھتے ہیں سنت کی نیت سے نہیں۔ یہ نفس کی شرارت ہے اس میں ثواب نہیں کیونکہ یہ نفس کی وجہ سے ہے اگر کسی مرشد کامل کی رہبری ہوتی تو وہ آپ کو بتاتے کہ نمازوں میں سنت قرأت کریں۔

فقہ کی کتابوں میں جو سنت قرأت بتائی گئی ہے اس کی پابندی کرنی چاہیے۔ لوگوں کو مزہ آتا ہے یا نہیں، امام صاحب کو مزہ آتا ہے یا نہیں؟ سنت کا اہتمام ضروری ہے اگرچہ لوگ ناراض ہوں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ نے فضائل اعمال صفحہ 631 میں بحوالہ شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھا ہے کہ اگر تیرے کام دوسرے (یعنی مرشد) کی مرضی کے تابع نہیں ہوتے تو پھر کبھی تو نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کر سکتا چاہے عمر بھر مجاہدے کرتا رہے لہٰذا ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں سعی کرے تاکہ وہ تیری ذات کو اللہ تعالیٰ سے ملا دے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بیان سے پتہ چلا کہ مرشد کے بغیر نفسانی خواہشات سے بچنا ممکن نہیں۔ وہ عابدین اور کثرت سے ذکر کرنے والے لوگ جنھوں نے بیعت نہیں کی ان کو اس مضمون میں ضرور غور کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل مرشد و صحیح راہبر نصیب فرما دیں تاکہ ان کی راہبری ہمیں اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے۔ شیطان لعین اور نفس امارہ کی پیروی، مبتدعین اور دین سے دور کرنے والوں کی راہبری سے حفاظت فرما دیں۔ آمین۔ اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

ہمارے دو دشمن ہیں ایک نفس امارہ دوسرا شیطان لعین

دونوں کو اس وقت تک آرام نہیں آتا جب تک دنیا میں ہم سے اللہ تعالیٰ جو ہمارا خالق و مالک ہے کو ناراض نہیں کرا دیتے اور آخرت میں جہنم تک نہیں پہنچا دیتے۔ نفسِ امارہ کا بیان تو ہو گیا اب شیطان لعین کے بارے میں بیان ہو گا۔ اللہ تعالیٰ دونوں کے شر سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

سوال: شیطان لعین کا مشہور نام کیا ہے؟ اور شیطان ملائکہ میں سے ہے یا جن ہے؟

جواب: شیطان لعین کا مشہور نام ابلیس ہے۔ دوسری امر میں علما کا کچھ اختلافِ رائے ہے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ اور حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ یہ جن ہے اور (ابو الجن) جنات کا باپ ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام ابوالانس یعنی انسانوں کے باپ ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اکثر علما کی رائے یہ ہے کہ ابلیس ابو الجن ہے تمام جنات ابلیس کی اولاد و ذریت ہیں۔ قرآن کریم میں ابلیس کے متعلق اللہ پاک نے یہ بھی بتایا ہے۔

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ (سورۃ کہف: آیت 50)

یعنی: تھا جن کی قسم سے، سو نکل بھاگا اپنے رب کے حکم سے، سو کیا اب تم ٹھہراتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں۔

فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں، انسان مٹی سے اور شیطان آگ سے۔ نیز ہر انسان کے لئے ایک شیطان ہوتا ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے بھی ایک شیطان تھا لیکن میرے موافق و معاون ہو گیا۔ صحیح مسلم شریف، کتاب صفۃ القیامۃ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو میرا معاون بنا دیا اور وہ مسلمان ہو گیا اور مجھے سوائے خیر کچھ نہیں بتلاتا۔ شیطان انسان کی رگوں میں چلتا ہے۔ شیطان سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے بہت نیک، عابد، عالم و زاہد تھا فرشتوں کے ساتھ نشست و برخاست کرتا تھا یہاں تک کہ طاؤس الملائکہ یعنی فرشتوں کا

سردار اور معلّم الملائکہ یعنی فرشتوں کا استاد اس کا لقب پڑ گیا۔حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ کروڑوں سال عبادات اور مجاہدات کیا کرتا تھا۔

سوال: جب شیطان اتنا نیک اور کروڑوں سال کا عبادت گزار تھا بڑا عالم اور معلّم الملائکہ تھا تو اس کو کیا ہوا کہ اتنا ملعون اور سارے گناہ گاروں کے ساتھ حصہ دار بن گیا اور ابد الآباد کے لئے جہنمی ہو گیا؟

جواب: شیطان خود نیک اور عابد و عالم تھا لیکن اس کے اندر نفسِ امارہ تھا جیسے انسان میں نفس امارہ ہے اسی نفس امارہ کا تزکیہ نہیں ہوا تھا اس نے اسے گمراہ اور نافرمان بنا دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا تو فرشتوں اور شیطان کو حکم دیا کہ انہیں سجدہ کریں فرشتوں میں نفس امارہ نہیں تھا اس لئے سجدہ بجا لائے لیکن شیطان میں نفس امّارہ تھا مرشد کامل سے اس کا تزکیہ نہیں ہوا تھا لہٰذا شیطان نے انکار کر دیا۔نفس امارہ کی وجہ سے کہا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ یہ نفس تھا جس نے اس کو کھڑا کر دیا تکبر کا دعویٰ اور انکار کرا دیا اور کروڑوں سال کی عبادت رائیگاں چلی گئی اور ابدی ملعون ہو گیا۔ اگر نفس کا تزکیہ ہوا ہوتا تو یہ بات نہ کرتا۔اسی طرح انسان میں بھی نفس امارہ ہے لیکن جب مرشد کامل کے ذریعے سے اس کا تزکیہ ہو جائے تو وہی انسان بہت اونچا مقام حاصل کر لیتا ہے اور اللہ کا ولی بن جاتا ہے اور نفسِ مطمئنہ والا ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تفصیل سے ذکر کیا جا چکا۔

سوال: جب انسان کا تزکیہ نفس، مرشد کامل کے ذریعے سے ہو سکتا ہے تو شیطان کا تزکیہ نفس کیوں نہیں ہوا؟

جواب: تزکیہ نفس، مرشد کامل سے ہوتا ہے اور شیطان کو مرشد کامل نہیں ملا کیونکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے صرف فرشتے اور جنات تھے شیطان خود جن تھا اور فرشتے اس کے مرشد نہیں بن سکتے تھے کیونکہ وہ خلافِ جنس و مزاج تھے تو شیطان کو مرشد نہیں ملا۔ پہلے مرشد کامل سیدنا

آدم علیہ الصلوۃ والسلام ملے تو اس نے ان کا انکار کردیا اور سجدہ نہیں کیا، اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور ان کی تابعداری سے انکار کردیا اگر شیطان نفس امّارہ کی بات نہ مانتا اور انہیں سجدہ کرلیتا اور اپنے آپ کو ان کا تابعدار بنادیتا تو تزکیہ نفس بھی ہوجاتا اور ملعون وگناہ گار بھی نہ ہوتا۔ نفس امارہ کی وجہ سے شیطان ملعون گمراہ اور جہنمی ہوگیا اور آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور اسی وقت سے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی شروع کردی جو آج تک اور قیامت کی صبح تک چلتی رہے گی۔ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ مطہرہ جنت میں تھے شیطان ان کے پیچھے لگ گیا اور قسمیں کھا کھا کر انہیں یقین دھانی کراتا رہا کہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں لہٰذا وہ دانہ کھالو۔ یوں اس نے دشمنی کی اور جنت کے کپڑے دونوں سے اتروادیے اور جنت کے پتوں سے انہوں نے اپنی شرمگاہوں کو چھپایا اس طرح آخر کار اپنے فریب سے جنت سے دونوں کو نکلوادیا اور پریشانی کی عالم میں زمین پر آگئے۔ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی زوجہ کا علم نہ تھا اور نہ ان کی زوجہ کو سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا پتہ تھا آخر کار دونوں کی اللہ کے فضل سے میدانِ عرفات میں ملاقات ہوگئی۔ شیطان لعین اسی وقت سے ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے یہاں تک کہ اس کی اولاد میں سے ایک ایک شیطان ہر انسان کے لئے مقرر ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے بھی ایک شیطان تھا لیکن میرے موافق ومعاون ہو گیا۔ ہمارے جیسے لوگوں کے پیچھے چوبیس گھنٹے لگا ہوا ہے کیونکہ انسان کی وجہ سے وہ ملعون اور جہنمی ہوا تو اسی ضد کی وجہ سے ہمیں اسی وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک کہ اپنے ساتھ ہمیں جہنم تک نہ پہنچا دے اور ہمیں جہنم میں اپنا ساتھی نہ بنالے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم سب کی اس کھلے دشمن سے حفاظت فرمائے۔ آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

نوٹ: اس بیان سے **پانچ فائدے** معلوم ہوئے۔

1 شیطان لعین نے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت میں رہنے نہیں دیا وہاں سے نکلوادیا تو

ہم جیسے کمزور لوگوں کو کیسے چھوڑے گا؟ باوجود اس کے کہ وہ جنت میں تھے اور ہم زمین پر ہیں۔ اسی وجہ سے شیطان لعین سے بچنے کا جو ہتھیار ہے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اذکار ہیں ان کا اہتمام کرنا چاہیے ورنہ شیطان سے بچنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ پھر خود سوچ لیجئے انجام کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرما دے۔ آمین

2 شیطان پہلے بہت نیک تھا لیکن شیطان کا ایک دشمن تھا نفس امارہ، اس نے اسے گمراہ کر دیا۔ نفس نے شیطان سے دعویٰ کرایا اَنَا خَیْرٌ کہ میں بہتر ہوں اور نفس نے شیطان کو ملعون اور ہمیشہ کے لئے جہنمی بنا دیا۔ ہمارے پیچھے دو زبردست دشمن لگے ہوئے ہیں ایک نفس امارہ دوسرا شیطان لعین تو ہم کس طرح دونوں دشمنوں سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور ان سے بچنے کی پروا بھی نہیں کرتے۔ ان دونوں کا علاج شیخ کامل کی بیعت و تربیت اور راہبری و صحبت سے ہوتا ہے۔

3 دنیا کے معاملات میں اگر ہمارا کوئی دشمن ہو جان کا یا مال کا تو ہم کتنے باڈی گارڈ اور اسلحہ کے ذریعے اس سے حفاظت کی کتنی فکر کرتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ وہ ہمیں کچھ مال سے محروم کر دے گا یا قتل کر دے گا اس کے علاوہ وہ ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ اور موت سے تو ہم بچ نہیں سکتے موت تو ضرور بالضرور آئے گی اور ساری دولت تو ویسے ہی ادھر رہ جائے گی۔ یہ دشمن اتنا بڑا دشمن نہیں ہے جبکہ نفس اور شیطان بہت خطرناک دشمن ہیں۔ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دور کرتے ہیں اور جنت سے محروم اور ابدالآباد کے لئے جہنمی بنا دیتے ہیں۔ ہماری دنیا و آخرت دونوں کو خراب کرتے ہیں ان دو خطرناک دشمنوں سے بچنے کا جو ہتھیار ہے اس کا بہت اہتمام کرنا چاہیے ورنہ موت کے بعد سمجھ آئے گی پھر حسرت کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان دشمنوں سے بچاؤ کے جو طریقے ہیں ان کی آسانی سے توفیق عطا فرما دے۔ آمین

4 حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ شیطان کروڑوں سال عبادات کرتا رہا اور معلّم الملائکہ بھی تھا پھر بھی جہنمی ہو گیا اس سے پتہ چلا کہ اپنے اعمال اور

عبادات، اذکار ومجاہدات، علوم اور دین کی خدمات پر قربانیوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ پھر بھی ڈرتے رہنا چاہیے کہ خدانخواستہ مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہوجائے کہ میرے سارے اعمال و قربانیاں ختم ہوجائیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور تضرع وزاری میں رہے کہ جتنے اعمال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھ سے ہوئے وہ قبول ہوجائیں اگرچہ قبولیت کے قابل نہیں۔ کیونکہ جتنا اخلاص اور سنت طریقہ پر عمل کرنا مطلوب تھا اس طرح نہیں ہوسکا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور اپنی رحمت سے قبول فرمائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو ہم صرف اعمال سے نجات نہیں پاسکتے۔ لہذا اعمال پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ قرآن پاک میں ہے

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝

(سورۃ مؤمنون: آیت 60)

یعنی: اور جو لوگ کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں اس لئے کہ ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

5 ہمیں برباد کرنے کے لئے، جہنمی بنانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کے لئے اور جنت سے محروم کردینے کے لئے نفس امّارہ اور شیطان لعین سو فیصد لگے ہوئے ہیں تو ان سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہمارے بڑوں نے جو طریقے بتائے ہیں اس پر باقاعدگی سے سو فیصد کاربند رہنا چاہیے ورنہ انجام کیا ہوگا؟ ہم ایسی غفلت میں کب تک رہیں گے؟ دو ایسے زبردست دشمنوں کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی آسانی کے ساتھ حفاظت فرماویں۔ آمین اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

دونوں دشمنوں نفس امّارہ اور شیطان لعین سے بچنے کا آسان طریقہ قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور مشائخ کرام کی راہنمائی کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے نفس امّارہ کا بیان بھی تفصیل سے ہو چکا اب شیطان لعین کے بارے میں تفصیلی بیان آرہا ہے۔

شیطان لعین کی دشمنی قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں شیطان لعین کی دشمنی کو متعدد الفاظ و آیات میں واضح فرمایا ہے۔

1 اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ (سورۃ بقرہ: آیت 168)

یعنی: بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

2 اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ (سورۃ بقرہ: آیت 268)

یعنی: شیطان تمہیں محتاج ہونے سے ڈراتا ہے۔

3 وَ یَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ (سورۃ بقرہ: آیت 268)

یعنی: اور (وہ) حکم کرتا ہے بے حیائی کا۔

4 وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝ (سورۃ نساء: آیت 60)

یعنی: شیطان یہ چاہتا ہے کہ تمہیں دور کی گمراہی میں بھٹکا دے۔

5 اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝
(سورۃ مائدہ: آیت 91)

یعنی: شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب و قمار بازی سے تم لوگوں میں باہمی عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں یادِ الٰہی اور نماز سے روک رکھے۔ اب تو تم ان کاموں سے باز رہو گے؟

6 اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ (سورۃ فاطر: آیت 6)

یعنی: بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن بنائے رکھو۔ وہ اپنے گروہ کو اس لئے بلاتا ہے تا کہ وہ لوگ بھی جہنم میں رہنے والے ہو جاویں۔

7 وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (سورۃ لقمان: آیت 33)

یعنی: شیطان تم کو دھوکے میں نہ ڈالے۔(اس سے بچتے رہو)

قرآن مجید میں اس طرح کی آیات بکثرت وارد ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ شیطان لعین ہم سے شب و روز مسلسل دشمنی کر رہا ہے کسی کو نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ نبی تھے اور جنت میں رہتے تھے پھر بھی شیطان لعین نے انہیں وہاں سے نکلوادیا تو ہم جیسے لوگ جو زمین پر ہیں بازار میں ٹی وی،موبائلوں کے غلط ماحول میں کس طرح چھوڑ سکتا ہے نہ علما کو نہ عوام کو، نہ مردوں کو نہ خواتین کو، نہ سرمایہ دار کو نہ غریب کو، نہ افسر کو نہ ملازم کو، نہ مسلمان کو نہ کافر کو، نہ بیداری میں نہ سوتے میں، نہ نماز میں نہ تلاوت میں، نہ عبادات میں نہ معاشرت میں، نہ دیکھنے میں نہ سننے میں، نہ بولنے میں نہ کھانے پینے میں، نہ صورت میں نہ سیرت میں کسی وقت بھی نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ جہنم میں پہنچادے۔ہاں دو وقت چھوڑتا ہے:

1 جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ لگائے اور مرشد کامل کی نگرانی میں ذکر کرے۔

2 یا جہنم تک پہنچا لے تب چھوڑتا ہے۔پھر اس وقت انسان کچھ نہیں کر سکے گا بہت بڑا خسارہ ہو جائے گا۔

شیطان لعین کی دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے یہ انسان کو عقائد باطلہ میں پھنسا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق و مالک اور مشکل کشا و حاجت روا ہیں دولت و راحت، صحت و عافیت، عزت وقوت، حفاظت و اتفاق ومحبت و دنیا میں سہولت، آخرت میں جنت، سب کا سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ایسی ذات کا نافرمان بنا دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں سے دور کرنا چاہتا ہے۔ماں باپ کا نافرمان بناتا ہے استاد اور پڑوس والوں کے ساتھ جھگڑا کراتا ہے یہاں تک کہ زندگی کے آخری لمحات، سکرات کے وقت ایمان سے خالی کر دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرما دیں۔شیطان لعین انسان کے ساتھ اس وجہ سے سخت غصہ، قہر اور مخالفت میں رہتا ہے

کہ اسی انسان (سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی وجہ سے اس کی کروڑوں سال کی عبادت ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے در سے ملعون اور مردود ہو گیا، جنت سے محروم ہو کر جہنمی ہو گیا۔ اتنے زیادہ نقصان نے اس کو غصہ دلا یا اب وہ شب وروز ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

شیطان لعین سے حفاظت کا آسان طریقہ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۝
وَإِخْوَٰنُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ۝ (سورۃ اعراف، آیت 201/202)

یعنی: "جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آتا ہے تو وہ خدا کی یاد میں لگ جاتے ہیں پس یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور جو شیطان کے تابع ہیں وہ ان کو گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں وہ باز نہیں آتے"۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ

1 بعض لوگ جو متقی ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں ان کے دلوں میں جب شیطان وسوسہ ڈالتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو ایک دم ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں پھر حق ناحق، مفید و مضر، کامیابی و ناکامی، دوست اور دشمن کی سمجھ آجاتی ہے اور غفلت کا پردہ اٹھ جاتا ہے بہت جلد نازیبا کام سے رک جاتا ہے یعنی ذکر کی وجہ سے جلد سوچ آجاتی ہے اور وسوسہ کے نقصان سے بچ جاتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔)

2 یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ غیر متقی ہوتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں ذکر کی طرف دھیان نہیں کرتے جو کہ شیطان لعین سے بچنے کا ہتھیار ہے کلاشنکوف ہے وہ استعمال نہیں کرتے تو شیطان انہیں گمراہی میں کھینچے چلے جاتا ہے اور وہ لوگ گناہوں میں کمی نہیں کرتے اور شیطان کو خوش

اور راضی کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے کیونکہ جب ذکر نہیں کرتے تو شیطان لعین سے بچنے کا کوئی اسلحہ استعمال نہیں ہوتا اور شیطان ان کی گردن پر سوار ہو جاتا ہے کیونکہ شیطان کو اس سے کوئی ڈر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرماویں۔ آمین

نوٹ: اس سے پتہ چلا کہ ذکر سے شیطان لعین سے حفاظت ہوتی ہے اور ذکر نہ کرنے سے شیطان لعین کا انسان پر تسلط اور غلبہ ہو جاتا ہے لہٰذا ہمارے لئے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اذکار کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ جیسے کسی انسان کے پاس اسلحہ نہیں ہوتا اور اس کا دشمن اسے موقع پا کر مار گراتا ہے۔

قرآن پاک میں شیطان کا نام خناس بھی بتلایا گیا ہے **مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۬ الْخَنَّاسِ ۝**

یعنی: خناس عربی کا لفظ ہے پیچھے ہٹنے والے کو کہتے ہیں ذکر کے وقت شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے

فَاِذَا ذَكَرَ الْعَبْدُ رَبَّهٗ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ (حواشی جلالین شریف سورۃ الناس)

یعنی: جب انسان اپنے رب کا ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ کر انسان سے دور ہو جاتا ہے اور جب انسان غافل ہوتا ہے تو وہ آگے بڑھ کر دل میں وسوسہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔

اِنَّ الشَّيْطَانَ وَاضِعٌ خَطْمَهٗ فِيْ قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَاِذَا ذَكَرَ خَنَسَ وَاِذَا نَسِيَ الْتَقَمَ قَلْبَهٗ ۔ (شعب الایمان للبیہقی)

یعنی: بے شک شیطان اپنی سونڈ ابن آدم کے دل پر رکھے رہتا ہے پس جب انسان ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب انسان غافل ہوتا ہے تو وہ اس کے دل کو شکار کرتا ہے۔

نوٹ: اس حدیث شریف سے یہ بھی پتہ چلا کہ ذکر کی وجہ سے انسان شیطان سے محفوظ ہوتا ہے اور جب ذکر ہی نہ ہو تو شیطان سے بچنے کی اور ترکیب بھلا کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرماویں۔ آمین

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا**

فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

(سورۃ زخرف: آیت 36)

یعنی: اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمٰن کی یاد سے ہم اس پر مقرر کردیں ایک شیطان، پھر وہ رہے اس کا ساتھی اور وہ اُن کو روکتے رہتے ہیں راہ سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں۔

یعنی جو شخص یادِ الٰہی سے غافل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی شیطان مقرر کر دیتا ہے جو رات دن اس کا ساتھی ہوتا ہے خاموش نہیں رہتا بلکہ نیکی سے اسے روکتا ہے اور اس کو یہ سمجھاتا ہے کہ تم صحیح راستے پر ہو۔ ذکر سے غافل انسان کو اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں سخت سزا دیتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے لئے شیطان مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ وہ چوبیس گھنٹے ساتھ رہتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ وہ اسے نیکی کے رستے سے بھی ہٹا دیتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اس کے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تم ہی سیدھے راستے پر ہو۔ نیک لوگ غلطی پر ہیں بس تمہارا طریقہ ہی صحیح طریقہ ہے۔ ذرا سوچ لیجئے کہ اگر ذکر کرنے سے اس مصیبت سے نجات مل گئی تو کتنی بڑی کامیابی ہے اور اگر ذکر نہیں کیا اور موت تک اسی غفلت میں رہا تو کتنا بڑا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مصیبت اور یادِ الٰہی کی غفلت سے بچا دے۔ آمین۔ اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا

عجیب مثال

ایک شہر میں ایک بہت بڑا سردار رہتا ہے جو بہت اامیر کبیر ہے اس کے پاس لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے اس کے گیٹ کے دونوں طرف دو بڑے حملہ آور کتے ہیں جب کوئی آدمی اس سردار کے پاس آتا ہے تو دونوں کتے شور مچاتے اور حملہ آور ہوتے ہیں جس کی وجہ سے مہمان نہایت پریشان اور خوف زدہ ہو جاتے ہیں تو ان حملہ آور کتوں سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟ آنے والے لوگ ڈنڈے سے ماریں یا پتھر سے، کسی طرح اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے کیونکہ وہ بڑے خونخوار کتے ہیں۔ ان سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کے مالک، سردار کو آواز دی جائے کہ آپ اپنے کتوں کو سنبھالیں!

میں آپ کے پاس ایک ضروری کام کی غرض سے آنا چاہتا ہوں۔تب وہ مالک ان کتوں کو ہٹانے کے لئے کوئی ڈنڈا نہیں مارتا بلکہ اس کو ایک مخصوص آواز دیتا ہے جس سے وہ کتے پیچھے ہٹ جاتے ہیں بلکہ اپنا سر زمین پر لگا دیتے ہیں، دُم ہلانے لگ جاتے ہیں اور اس آواز کی وجہ سے مہمان کو کچھ نہیں کہتے چاہے جب تک وہاں رہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا گھر اور دربار بہت بڑا ہے اور اس کے دروازے پر بہت بڑے زبردست حملہ آور دو کتے ہیں ایک نفس امّارہ دوسرا شیطان لعین۔جب کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے یا کوئی نیک عمل کرنا چاہتا ہے تو نفس امّارہ اور شیطان لعین دونوں شور مچانے لگ جاتے ہیں تاکہ وہ سست ہو جائے نیک عمل نہ کر سکے اور اس سے محروم ہو جائے۔طرح طرح کے وساوس بھی ڈالتے ہیں تاکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل نہ کر سکے اور اس سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو جائے۔لہٰذا ان دونوں کتوں نفس امّارہ اور شیطان لعین سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو پکارے، اے اللہ! میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں، آپ کو راضی کرنا چاہتا ہوں مگر یہ دو کتے راستے میں رکاوٹ ہیں مجھے آپ کے پاس آنے نہیں دیتے ان سے ہمیں بچا دیجئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت آجاتی ہے اور کام بن جاتا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کو آواز دینے اور پکارنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: مرشد کامل سے بیعت اور ان کے بتائے ہوئے ذکر سے دونوں کتوں، نفس امّارہ اور شیطان لعین سے انسان بچ سکتا ہے جیسا کہ پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا۔مرشد کامل کی بیعت وصحبت سے نفس امّارہ ختم ہو کر نفس مطمئنہ بن جاتا ہے اور راضیۃ مّرضیّۃ ہو جاتا ہے اس کی تفصیل بھی پیچھے گزر چکی ہے۔پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دونوں کتوں سے بھی بچ جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی دوستی بھی مل جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔یہ مل جائے تو اور پھر ہمیں کیا چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرماویں اور اپنی نصرت شامل حال فرماویں اور اپنی رضامندی نصیب فرماویں۔آمین

ذکر کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کی حفاظت فرماتا ہے

ذکر کے ذریعے اللہ تعالیٰ نفس امّارہ اور شیطان لعین سے بندے کی حفاظت فرماتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

(سورۃ رعد: آیت 28,27)

یعنی: آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں اور جو شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت کر دیتے ہیں مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔

مقصد یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ہدایت کا فیصلہ فرما کر اسے ہدایت عطا کر دیتا ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور اِنابت کا طریقہ کیا ہے؟ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق دو کاموں سے بندہ اللہ کی جانب متوجہ سمجھا جاتا ہے (1) **اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** ایمان لایا (2) **وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ** **یعنی:** ذکر کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔

نوٹ: جس انسان میں یہ دو چیزیں آ گئیں یعنی ایمان بھی لایا اور ذکر بھی باقاعدگی سے کرنے لگ گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ہدایت کا فیصلہ فرمائیں گے تو ایسا انسان ان دونوں کتوں نفس امارہ اور شیطان لعین سے بچ جائے گا تو ذکر کے ذریعے کتنا بڑا فائدہ مل گیا اور ہم کیا چاہتے ہیں۔

قرآن پاک کی تلاوت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ لگانی ہوتی ہے اور شیطان سے

حفاظت کے لئے اس کو پکارنا ہوتا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ (سورۃ نحل: آیت 98)

مقصد یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کے وقت بھی اللہ کو پکارو کہ اپنے کتے شیطان سے بچا ورنہ کام خراب ہوجائے گا اور شیطان لعین کا تسلط ہوجائے گا۔

بیت الخلاء جانے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کو پکارنا چاہیے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ **یعنی:** اے اللہ میں آپ کے ذریعے سے مذکر ومؤنث جنات سے پناہ مانگتا ہوں۔اگر اللہ تعالیٰ کو نہ پکارا تو کام خراب ہوجائے گا۔یہاں تک کہ جب خاوند اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے تو اس وقت بھی شیطان شرکت کرتا ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کی بھی دعا بتلائی ہے اور شیطان سے پناہ مانگنا سکھایا ہے۔ہمبستری کے وقت شیطان کے شر سے بچنے کی دعا یہ ہے

اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا (بخاری شریف)

پھر شیطان لعین شرکت نہیں کرسکتا۔

خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ ہم ضعیف ہیں۔اپنے آپ کو نہ نفس امّارہ سے نہ شیطان لعین سے بچا سکتے ہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق و مالک ہیں ان کی طرف دوڑ اور پکار نہ ہوئی۔کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے کتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں وہ ہم کو بچا سکتا ہے۔تو مرشد کامل کی بیعت اور بتائے ہوئے ذکر سے دونوں کا علاج ہوتا ہے۔ذکر سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہوتا ہے اور مرشد کامل اللہ تعالیٰ کا ذکر بتاتا ہے جب مرید، مرشد کی ہدایات کے مطابق ذکر شروع کرتا ہے تو انسان نفس امارہ اور شیطان لعین سے بچ سکتا ہے تجربہ کرلو اسی طرح پاؤ گے۔انشاءاللہ تعالیٰ۔یہ بات یقین سے کہتا ہوں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ اور بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کی اپنے دونوں کتوں، نفس امّارہ اور شیطان لعین سے حفاظت فرماویں۔آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

شیطان لعین کے انسان کو گمراہ کرنے کے سات دھوکے

شیطان لعین کے انسان کو گمراہ کرنے کے عموماً سات دھوکے ہوتے ہیں۔

پہلا دھوکہ : شیطان لعین کا پہلا دھوکہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کے دل سے دین کی قدر نکال دیتا ہے کہ دین سے کیا فائدہ، دنیا کی محنت سے پیسہ، مکان، دکان، سامان، ملازمت، تجارت اور عزت ملتی ہے

جواب: جب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ دنیا کا کام اور ترقی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ اور اختیار میں رکھی ہے بندے کا کوئی اختیار نہیں چلتا۔ دن رات، سردی گرمی، خوشحالی اور قحط سالی، صحت و بیماری، عزت و ذلت، زندگی اور موت سب کی سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں جب اللہ تعالیٰ نے جو دینا چاہا وہی ملتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں مل پاتا۔ اگر انسان نے اللہ تعالیٰ کو دین کے ذریعے راضی کیا تو دنیا میں بھی کامیاب ہوگا اور آخرت میں بھی۔ جب اللہ تعالیٰ کو دین پر عمل نہ کرنے سے ناراض کیا تو دنیا بھی خراب ہوگی اور آخرت بھی برباد ہو جائے گی کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق و مالک ہیں ان کے فضل و کرم سے ملتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے تو پھر کیا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان لعین سے بچاویں۔ آمین

مثال کے طور پر اگر ضلع کا ڈی سی، صوبے کا گورنر یا ملک کا صدر ناراض ہو گیا تو اس کے علاقے میں امن کے ساتھ رہنا مشکل ہو جاتا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے تو پھر کہاں پناہ ملے گی۔ اور اگر ڈی سی یا گورنر یا ملک کا بادشاہ دوست بن جائے تو انسان بہت خوش ہوتا ہے کہ میرا دوست بہت اونچے رُتبے والا دوست ہے اور جب اللہ تعالیٰ جو کہ ساری مخلوق کا اور دنیا و آخرت کا خالق و مالک ہے وہ دوست بن جائے تو پھر اس انسان کا کیا مقام ہوگا۔ اللہ نصیب فرمائے۔

دوسرا دھوکہ : شیطان لعین کہتا ہے کہ دین پر عمل تو ضرور کرنا لیکن ابھی جوانی ہے گناہ چھوڑنا مشکل ہے نیکی کرنا آسان نہیں۔ کچھ عرصہ بعد میں مکمل طور پر دین دار بن جاؤں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابھی جوانی ہے اور ایسے ماحول سے بچنا بھی مشکل ہے خیر ابھی کوئی پرواہ نہیں بعد میں کر لیں گے۔

جواب: جب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں خدانخواستہ اگر اچانک موت آ گئی تو گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بغیر توبہ وتقویٰ کے دنیا سے چلا جاؤں گا تو میرا بیڑہ غرق ہوجائے گا پھر نہ قبر میں کچھ ہوسکتا ہے اور نہ واپسی ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ گناہ کی وجہ سے ناراض ہوگئے تو ابدالآباد کے لئے برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ اے شیطان لعین! میں جوانی میں گناہ نہیں کروں گا گناہ سے مجھے کیا حاصل ہوگا نقصان کے علاوہ اس سے کیا ملتا ہے اور نیکی کرنے سے سب کچھ ملتا ہے دنیا میں بھی فائدہ ہوگا اور آخرت میں بھی سب کچھ ملے گا۔ دراصل دنیا، آخرت بنانے کی جگہ ہے دنیا میں آخرت بنتی ہے آخرت میں آخرت نہیں بن سکتی۔ دنیا، محنت و مزدوری کی جگہ ہے اور آخرت معاوضہ وانعامات اور اجر ملنے کی جگہ ہے بس بات یہی ہے۔ اگر آج یہ بات سمجھ میں آ گئی تو فائدہ ہوگا ورنہ آخرت میں حسرت کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین۔ اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

تیسرا دھوکہ: جب شیطان لعین لاجواب ہوجاتا ہے تو تیسرا دھوکہ یہ شروع کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ نیکی نہیں چھوڑنی چاہیے بلکہ کرنی چاہیے لیکن ذرا جلدی جلدی، مثلاً نماز جلدی میں پڑھی، تلاوت جلدی میں کی، وضو جلدی میں کیا، نوافل، سنت، تراویح بھی جلدی میں پڑھیں۔ ہر عبادت تیز رفتاری سے پھر تسلی سے روٹی کھاؤ، چائے پیو، گپ شپ کرو اگر وضو، نماز، عبادت، تلاوت وغیرہ سنت طریقہ سے کی جائے تو بہت وقت خرچ ہوتا ہے اور انسان تھک جاتا ہے لہٰذا صحیح طریقے کے خلاف نماز پڑھتا اور عبادت کرتا ہے۔

جواب: جب بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اگر میں نے نماز وعبادات، وضو اور تلاوت وغیرہ صحیح طریقے سے نہ کیں اور سنت طریقے کے خلاف کرتا رہا تو وہ قابل قبول نہیں ہوں گی۔ مثلاً نماز صحیح طریقے کے خلاف ہوئی تو وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے چہرے پر ماردی جائے گی اور نماز ایسے نمازی کے لئے بددعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا برباد

کرے جیسے تو نے مجھے برباد کیا۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال کی نماز فقط اس وجہ سے دوھرائی کہ وضو میں ایک مستحب عمل لاعلمی کی وجہ سے رہ گیا تھا اگر ہم نماز وعبادات جلدی میں کریں صحیح اور سنت طریقہ کے مطابق نہ کریں تو قبول نہ ہوں گی تو یہ کتنے خسارے کی بات ہے۔ہم نے اپنی عادت بنالی ہے کہ نماز جلدی میں پڑھ کر پھر تسلی سے روٹی کھاتے ہیں یہ بُری بات ہے۔اصل میں یوں ہونا چاہیے کہ روٹی جلدی سے کھا کر نماز تسلی سے صحیح طرح اور سنت طریقے کے مطابق پڑھی جائے تاکہ نماز، نمازی کے لئے دعا گو ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا بنا دے جیسا تم نے مجھے درست طریقے سے پڑھا اور نماز، نمازی کے لئے بددعا نہ کرے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح اور سنت طریقہ کے مطابق عبادات کرنے والا بنادے، آمین وصلی اللہ علی نبی الھدیٰ۔

چوتھا دھوکہ: شیطان جب تیسرے دھوکے میں ناکام ہوجاتا ہے تو چوتھا دھوکہ یہ دیتا ہے کہ نماز اور عبادات تسلی اور سنت کے مطابق ادا کرنی چاہیں تاکہ لوگ کہیں کہ فلاں آدمی بہت نیک ہے تقویٰ والا اور سنت کا پابند ہے یعنی اس کے دل میں ریا کا شوق، لوگوں کو دکھانے کا ارادہ پیدا کرتا ہے تاکہ اس کا عمل بجائے ثواب کے اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب بن جائے۔

جواب: جب بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ میں یہ عمل اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق و مالک ہیں ان کے لئے کرتا ہوں مخلوق کی تعریف سے میرا کیا تعلق؟ لوگوں کے ہاتھ میں نہ خیر ہے نہ شر، انہیں دکھانے کا کیا فائدہ؟ اتنا تو ضرور ہے کہ اگر میں ان کے لئے کروں گا تو میری ساری عبادت ختم اور برباد ہوجائے گی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو للّٰہیت نصیب فرمائے، آمین وصلی اللہ علی نبی المخلصین۔

پانچواں دھوکہ: اس کے بعد یہ دھوکہ دیتا ہے کہ اگر نیک اعمال تسلی سے اور سنت کے مطابق کروں گا تو میرے دل میں ریا آجائے گی اور میری نیت لوگوں کو دکھانے کی ہوجائے گی اور لوگ میری تعریف کریں گے۔جب دل میں ریا آ گیا تو کیا فائدہ؟ پھر وہ لوگوں کی وجہ سے اور ریا سے

بچنے کے لئے وہ عمل چھوڑ دیتا ہے کہ اگر میں عمل کروں گا تو ریا پیدا ہو جائے گا لہٰذا یہ عمل نہیں کرنا چاہیے تو شیطان لعین کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس طرح اس نیک کام سے محروم کردے۔

جواب: جب بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو پھر اس کو جواب دیتا ہے کہ نیک عمل اور صالح کام کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی اور جنت ملے اور جہنم سے حفاظت ہوگی۔ اگر لوگوں اور ریا سے بچنے کی وجہ سے میں عمل اور نیکی کو چھوڑ دوں گا، اذکار اور سنت طریقہ چھوڑ دوں گا تو میں ریا کی بجائے شرک میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ بزرگوں نے بتایا ہے:

اَلْعَمَلُ لِاَجْلِ النَّاسِ رِيَاءٌ وَتَرْكُ الْعَمَلِ لِاَجْلِ النَّاسِ شِرْكٌ

ترجمہ: لوگوں کی وجہ سے عمل کرنا ریا ہے اور لوگوں کی وجہ سے عمل کو چھوڑنا شرک ہے۔ کیونکہ یہ لوگوں کو یعنی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا خیال نہیں کیا اور مخلوق کو ترجیح دی تو یہ شرک ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ لوگوں کی وجہ سے عمل سے، تقویٰ، سنت طریقہ، ذکر و اذکار، تسلی و اطمینان کے ساتھ نماز وغیرہ اعمال نہیں چھوڑنے چاہییں بلکہ پابندی سے اللہ کی رضا کی خاطر ادا کرنے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی شرک اور ریا سے حفاظت فرماویں، آمین وصلی اللہ علی نبی الرحمۃ للعالمین۔

چھٹا دھوکہ: شیطان پھر ایک دھوکہ اور دیتا ہے کہتا ہے نیک اعمال و اذکار اور سنت طریقہ میں کمی بالکل نہیں کرنی چاہیے مکمل کوشش کرنی چاہیے اس کی پابندی سے مجھے بڑے مقامات ملیں گے میں بہت نیک ہو جاؤں گا لوگوں سے بہتر ہو جاؤں گا لوگ نہ سنت کے پابند ہیں نہ اذکار کرتے ہیں میں بہت پابندی کرتا ہوں میں ان لوگوں سے بہتر ہوں اس کے دل میں عُجب و خود پسندی ڈالتا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں سے بہتر نیک اور افضل سمجھنے لگ جاتا ہے۔

جواب: جب اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوتا ہے تو انسان شیطان لعین کی چال کو سمجھ جاتا ہے اور اس کو جواب دیتا ہے کہ

1 عجب اور خود بینی سے میرے اعمال سب کے سب جل جائیں گے۔

2 دوسری بات یہ ہے کہ میں عجب اور خود پسندی کی بات کیوں کروں مجھے نیک اعمال کی توفیق تو اللہ تعالیٰ نے دی ہے میرا اس میں کیا کمال ہے۔

3 تیسرا یہ کہ خود پسندی تو حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ (سورۃ النجم: آیت 32)

یعنی: مت بیان کرو اپنی خوبیاں، وہ خوب جانتا ہے اس کو جو بچ کر چلا۔

مقصد یہ ہے کہ اپنی تعریف کرنا حرام ہے۔

4 چوتھا جواب یہ ہے کہ اپنے نیک اعمال پر مغروری کیسی، اصل اعتبار انسان کے خاتمے کا ہے اور خاتمہ کا کوئی پتہ نہیں اگر خاتمہ خراب ہوا یا ایمان ہاتھ سے نکل گیا **اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ هٰذَا** تو پھر اس خود پسندی کا کیا فائدہ؟ جیسا کہ شیطان لعین کا خاتمہ خراب ہو گیا تھا حالانکہ ایسا نیک تھا کہ ''طاؤس الملائکہ'' یعنی فرشتوں کا سردار بن گیا اور اتنا بڑا عالم تھا کہ ''معلّم الملائکہ'' بن گیا لیکن آخری وقت میں ملعون ہو گیا۔ اور بلعم باعور بھی بہت نیک تھا اور مستجاب الدعوات بھی لیکن آخر میں یہی انجام ہوا کہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ **نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ** قرآن پاک میں ان دونوں کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

5 پانچواں جواب یہ ہے کہ امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اپنے اعمال کے بارے میں یہ یقین کرنا چاہیے کہ دائیں طرف نیک اعمال لکھنے والے فرشتے کو ساری زندگی ایک مرتبہ بھی یہ موقعہ نہیں ملا کہ میری نیکی لکھتا کیوں کہ پہلے تو نیکی ہے نہیں اگر کچھ نا کچھ ہے تو وہ اخلاص سے خالی اور ریا سے بھری ہوئی ہے اور صحیح سنت طریقے کے مطابق بھی نہیں ہے کہ قابل قبول ہو۔

قرآن پاک میں فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝

یعنی: اور جو لوگ کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں اس لئے کہ ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔(سورۃ مؤمنون: آیت 60)

یعنی اس بات سے ڈرتا ہے کہ کیا میرے اعمال قابلِ قبول ہیں یا نہیں۔ ہوسکتا ہے اخلاص کی کمی ہو، سنت کے خلاف ہو، شہرت کا شوق ہو، مخلوق پر نظر ہو، رواج کی تابعداری ہو، نفس کی خواہش ہو، دنیا کے مفادات کا چکر ہو وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا اپنے اعمال پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال کی توفیق بھی دے اور قبولیت بھی نصیب کرے۔ آمین

عجیب مثال

ملک کے بادشاہ نے زید کو ملاقات کے لئے بلایا تو وہ بہت خوش ہوا کہ بادشاہ وقت نے اپنی ملاقات کے لئے مجھے بلایا ہے لہٰذا مجھے بادشاہ کی خدمت میں کوئی تحفہ بھی پیش کرنا چاہیے چنانچہ فروٹ منڈی سے تین پیٹیاں انگور، انار اور آڑو وغیرہ کی خرید لیں لیکن سستا مال خریدا ڈیڑھ سو والی ایک پیٹی خریدی اچھے والی دو دو ہزار کی پیٹی تھی لیکن اس کے پاس اتنی وسعت نہ تھی اس لئے سستے والی خریدیں وہ آدھی خراب تھیں اور کیڑے وغیرہ بھی اس میں تھے لیکن غربت کی وجہ سے اچھے والی نہ لے سکتا تھا ملاقات کے وقت اس نے بادشاہ کو وہ تحفہ کے طور پر پیش کر دیں اور بادشاہ سے عرض کی کہ اسے میرے جانے کے بعد کھولیے گا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ اگر بادشاہ نے وہ کیڑے دیکھ لئے تو اسے سزا دے گا بادشاہ نے اس کی بات مان لی اور یقین دہانی کرائی کہ یہ تحفہ تمہارے جانے کے بعد ہی کھولا جائے گا پھر اس نے رخصت چاہی اور گھر لوٹ آیا لیکن اس کے بعد اس نے بادشاہ سے کوئی رابطہ نہیں کیا اس ڈر سے کہ میرا تحفہ پسند آیا ہوگا کہ نہیں۔ اسی طرح ہمارے اعمال چاہے جتنے زیادہ ہوں لیکن ہر بلا سے بھرے ہوتے ہیں اخلاص میں کمی ہے ریا موجود ہے سنت طریقے کے خلاف ہوتے ہیں اور سنت کی بجائے رواج کے مطابق ہوتے ہیں خود بینی کی وجہ سے خراب ہوتے ہیں تو یہ اس عظیم الشان بادشاہ، رب العالمین کے لائق بھلا کیسے ہو سکتے ہیں بلکہ ڈر ہے کہ یہ پکڑ کا سبب نہ بن

جائیں۔اس وجہ سے بزرگوں نے کہا ہے کہ اپنے اعمال کے بارے میں یہ یقین کرنا چاہیے کہ دائیں طرف والے فرشتے نے ایک مرتبہ بھی قلم سے ہماری کوئی نیکی نہیں لکھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اپنے اعمال پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کا خدشہ ہے۔کیونکہ اعمال پر اعتماد کرنا غیر اللہ پر اعتماد کرنا ہے اس لئے کہ اعمال بھی مخلوق ہیں مخلوق پر اعتماد کرنا شرک ہے لہٰذا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کرنا چاہیے۔نیک اعمال ضرور کرنے چاہیں۔اگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قبول ہو گئے تو کامیاب ہو جائیں گے ورنہ تو کام خراب ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں فرمایا ہے:

فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (سورۃ بقرہ: آیت 64)

یعنی: سوا گر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی مہربانی تو ضرور تم تباہ ہو جاتے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا (سورۃ نساء: آیت 83)

اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے۔

یعنی: اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق دے اور اپنے فضل وکرم سے قبول بھی فرماویں اور اپنی رضا اور جنت میں جانے کا واسطہ بنا دیں اور جہنم سے حفاظت کا سبب بنا دیں اور شیطان لعین اور نفس امارہ سے بھی بچنے کا ذریعہ بنا دیں، آمین وصلی اللہ علی نبی الرحمۃ للعالمین وشفیع المذنبین۔

ساتواں دھوکہ: شیطان لعین بندے کے دل میں لوگوں میں شہرت کی تمنا اور شوق ومزہ ڈال دیتا ہے اگرچہ وہ اپنی زبان سے شہرت پسندی کی باتیں نہیں کرتا بلکہ اس کے دل میں شوق ہوتا ہے کہ لوگ میری تعریف کریں اور جب لوگ اس کی تعریف کریں گے تو وہ خوش ہوگا جیسا کہ ایک حدیث کے مضمون میں آتا ہے کہ روزِ قیامت میں تین افراد کو پیش کیا جائے گا۔عالم، مجاہد اور سخی۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوال وجواب کے بعد اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ تم علم وجہاد وسخاوت اس لئے کرتے تھے

کہ تم علم میں اور شجاعت وسخاوت میں مشہور ہو جاؤ۔ اور لوگ کہیں کہ فلاں اتنا بڑا عالم ہے اور فلاں شجاع اور دلیر ہے اور فلاں اتنا بڑا سخی ہے۔ تو دنیا میں تمہیں وہ نام اور شہرت مل گئی۔ پھر فرشتوں کو حکم ہو گا کہ تینوں کو منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں ڈال دیں۔ (خلاصہ حدیث، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

بندۂ ناچیز کا خیال یہ ہے کہ شیطان لعین کا یہ دھوکہ علماءِ کرام، پیران عظام، واعظین وخطبا، مقررین و مدرسین، حفاظ کرام ومہمان نواز اور سخی، ائمہ مساجد اور دینی خدمات والے، لیڈر اور مقتدا، سرمایہ دار و سردار اور عہدہ دار حضرات وغیرہ کے لئے زیادہ خطرناک ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل وکرم کرے اور حفاظت کرے وہ محفوظ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

جواب: جب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال ہو جاتا ہے مرشد کامل کے ذریعے سے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس بلا سے اور شیطان لعین کے اس دھوکے سے نجات دیتا ہے۔ وہ شیطان لعین کو بتاتا ہے کہ اگر میرے دل میں شہرت کا شوق اور شہرت پسندی آ گئی تو میرا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یُّشَارَ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ (سنن ترمذی)

یعنی: انسان کے لئے یہ شر کافی ہے کہ اس کی جانب دین یا دنیا کے بارے میں انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہو مگر جس کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔

مقصد یہ ہے کہ انگلیوں سے اشارہ اس کے لئے ہوتا ہے جو دین میں مشہور ہوتا ہے یا دنیا کی وجہ سے مشہور ہوتا ہے یعنی لوگوں میں مشہور ہونا بھی بہت بڑی مصیبت ہے شرور سے میں یہ شر، اتنا بڑا اور کافی ہے کہ اور اس سے بڑھ کر کسی شر کی ضرورت نہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور شہرت کے باوجود جس کی حفاظت فرمائی تو وہ شہرت کے شر سے محفوظ ہو گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی تو وہ کہے گا شہرت سے میرا کام بگڑتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا میرا مقصد ہے اسی سے دنیا بھی کامیاب اور آخرت بھی کامیاب۔ لوگوں کی تعریف سے مخلوق میں شہرت سے مجھے کیا حاصل؟ بلکہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے شہرت کو بڑا شر بتلایا ہے اگر میں شہرت کی فکر اور چکر میں مبتلا ہوا تو میرے سارے اعمال وخدماتِ دین، اذکار وعبادات سب بیکار ہو جائیں گے۔ شہرت میرا کیا بنا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا، جنت ملنا، جہنم سے حفاظت، نفس امّارہ اور شیطان لعین سے بچنا میرے لئے سب کچھ ہے خدانخواستہ اگر میرے دل میں شہرت کا شوق پیدا ہوا اور لوگوں کی تعریف سے مجھے مزہ آنے لگا جیسے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ''حیوان منہ کے ذریعے سے کھا کر موٹا ہوتا ہے اور انسان کانوں کے ذریعے سے اپنی تعریف سن کر موٹا ہوتا ہے۔'' اور لوگوں میں بدنام ہونے سے اس کو بہت تکلیف ہوتی ہے تو پتہ چلا کہ شہرت کا شوقین ہے۔ تعریف سے مزہ آتا ہے غیبت سے تکلیف ہوتی ہے اور اگر شہرت کا شوقین نہیں ہے اور اللہ کی رضا کا طالب اور شوقین ہے تو لوگوں کی تعریف اور شہرت سے اس کو تکلیف ہوگی اور کہے گا کہ میرا مقصود تو اللہ تعالیٰ ہے، جنت کا مل جانا اور جہنم سے حفاظت پانا ہے، مخلوق کیوں درمیان میں آ گئی۔ مخلوق سے مجھے کیا حاصل اور مخلوق کی تعریف وشہرت سے مجھے کیا حاصل؟ اور لوگوں کی غیبت سے میرا کیا جاتا ہے؟ جب میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول بندہ بن گیا تو مجھے سب کچھ حاصل ہو گیا۔ لوگ تعریف کریں یا غیبت۔ اور اگر میں اللہ تعالیٰ کے ہاں غیر مقبول ہوں تو لوگوں کی تعریف وشہرت سے کیا فائدہ ہوگا؟ نقصان در نقصان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں غیر مقبول ہونا ایک نقصان ہے، لوگوں میں شہرت دوسرا نقصان ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا: حضرت اگر آپ فلاں کام نہ کرتے تو لوگ آپ سے بدظن نہ ہوتے۔ حضرت نے جواب دیا لوگ مجھ سے بدظن ہوں تو میں خوش ہوتا ہوں، بس اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ لوگ مجھ سے بدظن ہوں یا حسنِ ظن رکھیں میرا اس سے کیا تعلق۔ یہ اور بات ہے کہ کوشش کے بغیر اور شہرت کے شوق کے بغیر لوگوں میں شہرت مل جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبوب ہونے کی دلیل ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ۝ (سورۃ مریم: آیت 96)

یعنی: ایمان کے ساتھ عمل صالح والے شخص کو اللہ تعالیٰ **تین انعامات** دیتا ہے

1 اس کو اپنا دوست بنالیتا ہے۔ یہ بہت اونچا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو محبوب بنالے اور خود اللہ تعالیٰ اس کا محب بن جائے۔

2 یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محب اور اللہ تعالیٰ اس کا محبوب بن جاتا ہے۔

3 یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے دلوں میں محبوب بنا دیتا ہے پس لوگ اس کے ساتھ بہت محبت کرنے لگتے ہیں اس کے باوجود کہ لوگوں کو اس کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق، لالچ اور دنیوی غرض نہیں ہوتی۔ اس آیت مبارکہ سے تینوں میں سے ہر ایک معانی مراد ہوسکتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔ جیسا کہ مشہور حدیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو اول جبرائیل علیہ السلام کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی کر! پس جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو! پس آسمانوں والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں (پھر آسمانوں سے اترتی ہوئی اس کی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے) اور زمین والوں میں اس بندے کو حسن قبول حاصل ہوجاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اولیاء اللہ کی شہرت اسی طرح کی ہوتی ہے کہ ان کے ہاں اس کی کوئی کوشش اور شوق نہیں ہوتا بلکہ پریشان ہوتے ہیں کہ خدانخواستہ یہ شہرت میرے لئے نقصان دہ نہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شہرت کی آفت سے بچائے، اپنے فضل وکرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی حرمت سے۔ آمین

بعض کتابوں میں ساتواں دھوکہ یہ لکھا ہوا ہے کہ شیطان لعین انسان کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ جنت ہو یا جہنم، ازل میں سارے فیصلہ ہوچکے ہیں پھر نیک عمل کرنے کی کیا ضروت ہے اگر جنتی لکھا ہوا ہے تو جنت میں جاؤں گا جہنمی لکھا ہوا ہوگا تو جہنم میں جاؤں گا عمل چاہے جیسا ہو لہٰذا نیک

عمل کرنے سے کیا فائدہ اور گناہ سے بچنے کی ضرورت؟

پہلا جواب: مرشد کے بتائے ہوئے اذکار سے جب دل کا کمپیوٹر صاف ہو جاتا ہے تو بتاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تقدیر کے بارے میں بحث مباحثہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ پہلی امتیں تقدیر میں بحث مباحثہ کرنے سے ہلاک ہوئیں۔ ہماری ناقص عقل میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی سمجھ کس طرح آ سکتی ہے ہمیں موبائل کا سسٹم جو بندے کا بنایا ہوا ہے وہ بھی پوری طرح سمجھ میں نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تقدیر ہمیں پورے طور پر کیسے سمجھ میں آ سکتی ہے اس لئے اس میں بحث و مباحثہ کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

دوسرا جواب: بے شک جنت اور جہنم میں جانے والوں کی بارے میں تقدیر میں لکھا جا چکا ہے لیکن جنتی کے لئے نیک عمل اور جہنمی کے لئے بُرا عمل بھی تقدیر میں شامل ہے تقدیر سے باہر نہیں۔

تیسرا جواب: جو آدمی تقدیر میں جنتی لکھا ہوا ہے دنیا میں نیک اعمال اس کے لئے آسان ہوتے ہیں اور جو شخص جہنمی لکھا ہوا ہے اس کے لئے جہنم والے اعمال آسان ہوتے ہیں۔

چوتھا جواب: جو شخص تقدیر میں جنتی لکھا ہوا ہے اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ نیک اعمال کرتا اور برائیوں سے پرہیز کرتا ہے اور جو جہنمی لکھا ہوا ہے اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ گناہ کرتا ہے نیکی کی پابندی نہیں کرتا بس موت تک اسی انتظار میں رہتا ہے۔

پانچواں جواب: انسان کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے خالق و مالک ہیں میں اس کا بندہ ہوں اور مخلوق و مملوک۔ مالک کا حکم مملوک کو بہ سر و چشم قبول کرنا چاہیے اس پر انگلی اٹھانے کا اسے کوئی حق نہیں ہے۔ مثلاً غلام کو آقا نے کہا آج کدو کا سالن پکاؤ۔ وہ خادم یا غلام اس پر باتیں نہیں بناتا، بحث و تمحیص نہیں کرتا کیونکہ اس کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر بات بہ سر و چشم مانتا ہے۔ وہ سالن حالات کے موافق ہے یا نہیں اسے اس سے غرض نہیں وہ کہتا ہے: جی صاحب! کہا جائے زیتون کے تیل میں بناؤ تو کہتا ہے ٹھیک ہے صاحب! وہ کہے: نمک نہیں ڈالنا تو کہتا ہے جی صاحب! یعنی ہر حکم کی تعمیل بلا

چون چرا کرتا ہے۔ اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ کے مملوک اور بندے ہیں اس کا ہر حکم بہ سرو چشم قبول کرنا چاہیے، چون چرا نہیں کرنا چاہیے کہ جنتی لکھا ہوا ہے یا جہنمی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس امارہ اور شیطان لعین کے دھوکے، فریبوں اور چالوں سے بچاویں، آمین

وصلی اللہ علی نبی الرحمۃ للعالمین

پانچواں جواب: دنیا کا کام جو مقدر ہو چکا وہ ہم تقدیر پر نہیں چھوڑتے اور بہت محنت کرتے ہیں تو دین اور آخرت کا کام ہم کیوں تقدیر پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔

موت کے وقت شیطان لعین کا خطرناک حملہ

شیطان لعین نے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت میں بھی نہیں چھوڑا تو ہم جیسے کمزوروں کو کیسے چھوڑے گا خصوصاً سکرات کے وقت میں جو کہ بہت نازک گھڑی ہے زندگی کا آخری سٹاپ ہے کامیابی اور ناکامی کا وہی وقت معتبر ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرماویں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو مسلمان مرنے کے قریب ہو اس کے پاس رہو اور اس کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو اور اس کو جنت کی بشارت دو کیونکہ اس سخت وقت میں بڑے بڑے عقل مند مرد و عورت حیران ہو جاتے ہیں اور شیطان اس وقت انسان کے ساتھ باقی اوقات سے زیادہ قریب ہوتا ہے''۔ (کنز العمال)

مشہور مفسر قرآن، علامہ ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے التذکرۃ باحوال الموتٰی وامور الآخرۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ جب انسان نزع کی حالت میں ہوتا ہے تو دو شیطان اس کے دائیں اور بائیں آکر بیٹھ جاتے ہیں دائیں جانب والا اس کے باپ کی شکل میں آتا ہے اور اس سے کہتا ہے بیٹا! میں تجھ پر بہت مہربان اور شفیق ہوں میں نصیحت کرتا ہوں کہ تو نصاریٰ کا مذہب اختیار کر کے مرنا کیونکہ وہی بہترین مذہب ہے اور بائیں جانب والا شیطان میت

کی ماں کی شکل میں آتا ہے اور اس سے کہتا ہے بیٹا! میں نے تجھے اپنے پیٹ میں رکھا، دودھ پلایا اور گود میں پالا ہے میں تجھے نصیحت کرتی ہوں کہ تو یہود کا مذہب اختیار کر کے مرنا کیونکہ وہی بہترین مذہب ہے۔ ذکرہٗ ابوالحسن الفارسی المالکی۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک کتاب "اَلدُّرُّ الفاخرۃ فی کشف علوم الآخرۃ" میں لکھا ہے کہ جب انسان نزعِ روح کی ایسی شدید تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے عقلا وحکماء کی عقلیں اس وقت دنگ رہ جاتی ہیں تو اس وقت انسان کا سب سے بڑا دشمن اپنے اعوان وانصار کو لے کر پہنچتا ہے اور یہ سب ان لوگوں کی شکل میں آتے ہیں جو اس سے پہلے گزر چکے ہوتے ہیں اور وہ لوگ اس کے خیر خواہ اور دوست احباب تھے۔ نیز صالح اور متقی سمجھے جاتے تھے پھر اسے کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے پہلے اس موت کی گھاٹی سے گزر چکے ہیں اس کے حالات کو جانتے ہیں اب تیرا نمبر ہے ہم تجھے خیر خواہانہ مشورہ دیتے ہیں کہ تو یہود کا مذہب اختیار کر لے وہی خیر الادیان ہے۔

اگر میت نے ان کی بات نہ مانی تو دوسری جماعت اسی طرح دوسرے احباب واقرباء کی شکل میں آ کر کہتی ہے کہ تو نصاریٰ کا مذہب اختیار کر لے کیونکہ یہی وہ مذہب ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کو منسوخ کیا ہے اسی طرح عقائد باطلہ ہر ملت ومذہب کے اس کے دل میں ڈالتے ہیں۔

تین عجیب واقعات

1۔ امام ابوجعفر قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات اور شیاطین کی حاضری

امام ابوجعفر قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نزع کا عالم تھا کہ حاضرین نے کہا لا الٰہ الا اللہ پڑھیے وہ ان کے جواب میں کہتے تھے نہیں نہیں! کچھ دیر کے بعد ان کو افاقہ ہوا۔ آنکھ کھولی تو لوگوں نے عرض کیا کہ کلمہ طیبہ کی تلقین کے جواب میں آپ نہیں کہہ رہے تھے یہ کیا ماجرا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے جواب میں یہ نہیں کہہ رہا تھا بلکہ دو شیطان میرے سامنے کھڑے تھے ایک یہ کہہ رہا تھا کہ

نصاریٰ کے مذہب پر مرنا دوسرا کہتا تھا کہ یہود کے مذہب پر مرنا۔ میں ان کے جواب میں کہہ رہا تھا نہیں نہیں اور کہتا کہ تم مجھے اس وقت یہ سبق پڑھاتے ہو حالانکہ میں نے خود اپنے قلم سے کتاب سنن ترمذی اور سنن نسائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث لکھی ہے:

اِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِيْ اَحَدَكُمْ قَبْلَ مَوْتِهٖ فَيَقُوْلُ لَهٗ مُتْ يَهُوْدِيًّا نَصْرَانِيًّا

یعنی: شیطان تم میں سے بعض کے پاس اس کی موت سے پہلے آ کر کہتا ہے یہودی ہو کر، نصرانی ہو کر مرو

2۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کا وقت

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کا وقت آیا میں آپ کا جبڑا باندھنے کے لئے ہاتھ میں کپڑا لیے ہوئے تھا آپ کا یہ حال تھا کہ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے پھر ہوش میں آ جاتے اور فرماتے: لَا بَعْدُ! لَا بَعْدُ! جب کئی مرتبہ یہ قصہ دیکھا تو میں نے دریافت کیا: ابا جان! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ فرمایا: شیطان میرے سامنے کھڑا ہوا ہے اور دانتوں میں انگلیاں دیے ہوئے کہہ رہا ہے: افسوس ہے اے احمد! تم ہمارے ہاتھ سے چھوٹ گئے۔ میں اس کے جواب میں کہتا ہوں لَا بَعْدُ یعنی ابھی نہیں چھوٹا جب تک موت نہ آ جاوے کیونکہ جب تک سانس باقی ہے میں تیرے مکر سے غافل و بے پرواہ نہیں ہوں۔ شیطان کی غرض یہی تھی کہ اس وقت ان کو بے خوف کر کے کوئی حملہ کرے۔ حضرت امام نے اس کے مکر کو سمجھ لیا اور یہ جواب دیا۔ اصل بات یہ کہ ایمان بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاء (یعنی خوف اور اُمید کے درمیان) ہے شیطان لعین کا مقصد خوف ختم کرنا تھا حضرت نے یہ جان لیا اور جواب دیا کہ ابھی زندگی باقی ہے میرا خوف ختم نہیں ہوا۔ سبحان اللہ!

اسی طرح بہت سے صلحاءِ امت کو اس طرح کے واقعات پیش آئے اور بوقت نزع شیطان کے مکالمات کا جواب دیا۔

3۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور واقعہ

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس معقولی علم اتنا زیادہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر تقریباً سو دلائل یاد کیے ایک دن کسی چرواہے کے پاس سے گزر رہے تھے کہ سوچا کیا چرواہا مسلمان ہے اوراس کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی کوئی دلیل یاد ہے؟ تو اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے یا اس کے ساتھ کوئی شریک ہے؟ چرواہا ڈنڈا لے کر ان پر حملہ کے لئے آگے بڑھا اور کہا: آپ کو اللہ کی وحدانیت کے بارے میں شک ہے؟ امام فخر الدین رازی رحمہٗ اللہ تعالیٰ نے دوڑ لگا کر مشکل سے اپنی جان بچائی۔یعنی چرواہے نے یہ بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بدیہی (بالکل واضح اور روشن) ہے اور بدیہی چیز میں کیا پوچھنا؟

جیسے دن کے بارہ بجے کوئی آدمی کسی سے پوچھے: کہ دن ہے یا رات؟ دوسرا شخص جواب دیتا ہے کہ اے بے وقوف! یہ کیا سوال ہے؟ یہ تو بدیہی اور واضح بات ہے۔کہ دن کے بارہ بجے دن ہی ہوتا ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے یہ کوئی پوچھنے والی چیز نہیں۔سکرات کے وقت امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں بحث شروع کر دی۔امام صاحب جو دلیل پیش کرتے شیطان اس کا رَد کر دیتا۔ساٹھ تک جب پہنچے تو امام صاحب پریشان ہو گئے کہ چالیس دلیلیں باقی ہیں وہ بھی رد کر دیں تو میرے ایمان کا کیا بنے گا؟ تو مرشد کی طرف سے کشف کے ذریعے اطلاع ملی اور کہا کہ شیطان سے کہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بلا دلیل مانتا ہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بدیہی چیز ہے اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں جیسے دن، دن ہے اور رات رات ہے دلیل کی کوئی ضرورت نہیں۔الحمدللہ! مرشد کی برکت سے ایمان بچ گیا۔

میرے والد محترم نے بتایا کہ مرشد صاحب نے کشف کے ذریعے سے امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہا کہ شیطان کو چرواہے والا جواب دو! جیسے چرواہے نے آپ کو ڈنڈے سے جواب سمجھایا اور آپ لاجواب ہو گئے تھے۔تو یوں امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایمان شیطان سے محفوظ رہا۔

نوٹ: میں بندۂ ناچیز محب اللہ عفی عنہ نے سیدی و مرشدی حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ

تعالیٰ (کندیاں شریف ضلع میانوالی، پاکستان) سے پوچھا کہ سکرات کے وقت مرشد کامل اپنے مرید کی شیطان سے ایمان بچانے کے لئے امداد کرسکتا ہے؟ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا ''ہاں کرسکتا ہے''۔ حضرت کی بات پر امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ واضح دلیل ہے۔

بس جس کی قسمت میں دین حق سے پھر جانا لکھا ہوا ہے وہ اس وقت حیران و پریشان ہو جاتا ہے اور باطل مذہب کو اختیار کر لیتا ہے اس لئے قرآن کریم میں اس دعا کی تلقین کی گئی ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (سورۃ آل عمران: آیت 8)

سکرات کے وقت شیطان کے حملہ سے بچنے کا طریقہ

جس شخص پر حق تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے تو وہ اس کو ثابت قدم رکھتا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اس پر رحمت خداوندی کا نزول کرتا ہے جو شیطان کو دفع کر دیتی ہے بسا اوقات اس وقت میت فرط مسرت کی وجہ سے تبسم بھی کرتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: اے فلاں! کیا تو نے مجھے نہیں پہچانا؟ میں جبرائیل ہوں اور یہ سب تیرے دشمن شیاطین ہیں تو ان کی بات نہ سن! اپنے دین حنیف، شریعت محمدیہ ابراہیمیہ پر قائم رہ! اس وقت مرنے والے کے لئے کوئی چیز اس سے زیادہ خوش کر دینے والی اور راحت پہنچانے والی نہیں ہوتی۔

سکرات کے وقت فرشتوں کی امداد

قرآن پاک میں ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِىْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (سورۃ حم السجدہ: آیت 30 تا 32)

یعنی: جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا مالک اللہ ہے (توحید کا اقرار کیا) پھر اس پر جمے رہے (مرتے وقت یا قبر میں یا قبر سے اٹھتے وقت) ان پر (رحمت کے) فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) تم ڈرو نہیں اور نہ رنج کرو اور جس بہشت کا تم سے وعدہ تھا اس کی خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی (خدا کی طرف سے) تمھارے نگہبان (رفیق اور مددگار) تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں جو تمھارا جی چاہے وہ تمھارے لیے حاضر ہے اور جو منگواؤ وہاں تمھارے لیے وہ موجود ہوگا۔ بخشنے والے مہربان (رب) کے مہمان ہوگے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کا ایمان پختہ تھا موت تک ایمان پر قائم رہے اور ایمان ہاتھ سے نہیں نکلا۔ فرشتے انہیں چھ خوش خبریاں سناتے ہیں۔ سکرات کے وقت بھی، قبر میں بھی اور روزِ قیامت میں بھی (1) مستقبل کا کوئی خوف نہ ہوگا چاہے عذاب قبر ہو، میدانِ حشر ہو، پل صراط ہو یا جہنم ہو۔ (2) پیچھے جو چھوڑا ہے اس کا غم وحزن نہیں ہوگا چاہے ماں باپ ہوں بیوی بچے یا دیگر متعلقین ہوں۔ (3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعے سے قرآن پاک میں جنت کا جو وعدہ دیا گیا اس کی خوش خبری دیتے ہیں۔ (4) ہم فرشتے تمہارے امدادی ہیں دنیا میں بھی یعنی سکرات کے وقت شیطان سے ایمان بچانے کے لئے اور تمہارے پسماندگان بچے، بیوی اور متعلقین وغیرہ کے لئے بھی۔ (5) ہم فرشتے تمہارے امدادی ہیں آخرت میں بھی، قبر کی مشکلات میں بھی، حشر نشر کے وقت بھی، پل صراط سے گزارنے سے لے کر دخولِ جنت تک۔ (6) آخری خوش خبری یہ سناتے ہیں کہ تمہارے لئے جنت میں جو دلی خواہش ہوگی وہ بھی ملے گی اور جو کچھ طلب کرو گے وہ بھی ملے گا۔ بخشش کرنے والے اور رحم کرنے والے رب کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ جیسے مہمان، مہمان خانہ میں بہت اطمینان سے کھاتا پیتا ہے کمانے کا بندوبست یا بنانے پکانے کی کوئی فکر نہیں ہوتی، ساری ذمہ داری میزبان کی ہوتی ہے خصوصاً جب میزبان رب العالمین، ملک الملوک، ارحم الراحمین ہوں گے۔ جنت کے وہی میزبان ہیں جنت ان کا مہمان خانہ ہے۔ مہمان

نوازی کی مدت لامتناہی زندگی ہوگی اس حالت میں مہمان کا کیا مقام ہوگا اور کیا خوب مزے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ اپنی غفور رّحیم کی صفت کے تقاضے سے ہم سب کو یہ مہمان نوازی نصیب فرماویں۔آمین۔اوراس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

نوٹ: ان امور کا اکثر حصہ تفسیر ابن کثیر صفحہ 337 پر آیات بالا کی تفسیر میں موجود ہے۔

نیز بحوالہ تذکرہ قرطبی پیچھے یہ گزر چکا ہے کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے فرشتے، شیطان کو میت کے سامنے سے دفع کریں گے اور اس کو دین حق پر قائم رہنے کی تاکید کریں گے۔اللہ تعالیٰ سکرات کے وقت فرشتوں کے ذریعے سے ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرماویں۔آمین۔اوراس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

موت کے وقت شیطانی دھوکے میں مبتلا ہونے کے اسباب

مذکورہ بالا آیت اور روایت حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ شیطان، دشمن جان و ایمان ہے۔شیطان لعین نزع کے نازک وقت میں انسان کے ایمان پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کے مکر وفریب اور دھوکہ سے حفاظت انسان خود نہیں کرسکتا بجز اس کے کہ حق تعالیٰ کی رحمت کاملہ متوجہ ہو اور فرشتوں کی اعانت ہو۔ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا اقرار کریں اور پھر اس پر مستقیم اور ثابت وقائم رہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایمان بھی نہ لائیں اور اس کے رب ہونے کا اقرار بھی نہ کریں وہ پہلے بھی شیطان کے دھوکے کا شکار تھے اس وقت بھی رہیں گے اور رحمت خداوندی اور بشارت ملائکہ سے محروم بلکہ وعید وعذاب کی مختلف صورتوں میں مبتلا ہوں گے۔اسی طرح جو لوگ ایمان لے آئے ہیں مگر اس پر مستقیم نہ رہے وہ بھی اس رحمت اور امدادِ ملائکہ سے محروم ہوں گے۔

ایمان پر مستقیم نہ رہنے کے چند درجے

1 یہ ہے کہ معاذ اللہ ایمان ہی ہاتھ سے نکل گیا جیسے زیادہ بولنے کی وجہ سے کوئی ایسا لفظ کہہ دیا جس سے ایمان ختم ہوگیا۔جیسے کسی نے کسی کو کہا غیبت نہ کر! جواب میں اس نے کہا: غیبت نہیں میں

اس کا راز بتا رہا ہوں یعنی یہ برا عمل اس میں ہے۔ تو اس سے ایمان جاتا ہے کیونکہ غیبت یہی ہے کہ وہ عیب یا بدعملی اس میں موجود ہے اور وہ چھپانا چاہتا ہے لیکن غیبت کرنے والے نے ظاہر کر دیا یہ غیبت ہی ہے اور حرام ہے۔ نیز قطعی حرام عمل کو حلال سمجھنا کفر ہے اور جو بدعملی اس میں موجود نہیں ہے اور کسی نے اس پر الزام لگایا تو یہ بہتان ہے جو کہ غیبت سے بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح کسی شرعی حکم کو یعنی فرض یا واجب، سنت یا مستحب عمل کو استخفاف اور اہانت کی نظر سے دیکھنا کفر ہے کیونکہ یہ استخفاف واہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے۔ وغیر ذالک الفاظِ کفر جو فتاوٰی کی کتب میں تفصیل سے موجود ہیں ان کے بولنے سے ایمان ختم ہو جاتا ہے اور انسان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ان الفاظ سے میرا ایمان ختم ہو چکا ہے اس لئے اس سے توبہ بھی نہیں کرتا۔ سکرات کے وقت پتہ چلتا ہے کہ میرا ایمان نہیں ہے اور اس وقت ایمان لانا قبول نہیں ہے لہٰذا علماءِ کرام نے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ ہر روز ردِ کفر کا کلمہ پڑھنا چاہیے۔ مناسب یہ ہے کہ ردِ کفر کا کلمہ تین مرتبہ صبح وشام پڑھنا چاہیے ورد کی شکل میں معمول بنالیں اس کے پڑھنے سے وہ کفر بھی ختم ہو جاتا ہے جس کا انسان کو علم ہے اور وہ بھی جس کا انسان کو علم نہیں ہو سکا۔ ردِ کفر کا کلمہ یہ ہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ اَنۡ اُشۡرِكَ بِكَ شَیۡـًٔا وَّاَنَا اَعۡلَمُ بِهٖ وَاَسۡتَغۡفِرُكَ لِمَا لَآ اَعۡلَمُ بِهٖ تُبۡتُ عَنۡهُ وَتَبَرَّاۡتُ مِنَ الۡكُفۡرِ وَ الشِّرۡكِ وَالۡكِذۡبِ وَالۡغِیۡبَةِ وَالۡبِدۡعَةِ وَالنَّمِیۡمَةِ وَالۡفَوَاحِشِ وَالۡبُهۡتَانِ وَالۡمَعَاصِیۡ كُلِّهَا وَاَسۡلَمۡتُ وَاَقُوۡلُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس (گناہ) کی جس کا مجھے علم نہیں۔ میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر سے، شرک سے، جھوٹ سے، غیبت سے، بدعت سے، چغلی سے، بے حیائی کے کاموں سے، تہمت لگانے سے اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے، اور میں ایمان لایا اور میں کہتا ہوں

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے (آخری) رسول ہیں۔

2 کبھی ایمان پر استقامت اس وجہ سے نہیں رہتی کہ انسان گناہوں میں مصروف ہوتا ہے اور ان گناہوں پر ہمیشگی اختیار کر لیتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہے جو ایمان و استقامت کی روح ہے۔ ایسے لوگ بھی سکرات کے وقت شیطانی دھوکے میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختصر تذکرہ میت میں اس قسم کے بہت سے واقعات لکھے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں

واقعہ 1 ایک دلال ہر وقت اپنے تجارتی کام میں بہت مشغول رہتا تھا اتنا کہ نماز و عبادت کے لئے بھی وقت نہ نکالتا تھا۔ مرتے وقت اس سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ کہو! مگر اس کی زبان پر تجارتی حساب اور انگلیوں پر انہی کا شمار تھا کلمہ پڑھنے کی توفیق نہ ہوئی اور اسی حال میں گزر گیا۔

واقعہ 2 ایک شخص طلب دنیا میں بہت مصروف تھا عبادت سے غافل رہتا تھا مرتے وقت لوگ اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کر رہے تھے لیکن وہ جواباً کہتا کیا تم نے میری گدھی کو گھاس کھلائی ہے یا نہیں؟

واقعہ 3 بازار میں رہنے والے ایک مصروف تاجر کی موت کا وقت آیا۔ نزع کے عالم میں لوگ اس کو کلمہ کی تلقین کرنے لگے مگر وہ حساب کی ضرب تقسیم میں لگا رہا حتی کہ اسی حالت میں رخصت ہو گیا۔

واقعہ 4 ایک تاجر اپنے نزدیک مال پورا تلوانے کا عادی تھا مگر تولتے وقت ترازو کے پلڑے کو صاف نہیں کرتا تھا اور گرد و غبار کی وجہ سے وزن میں کمی ہو جاتی۔ مرتے وقت لوگوں نے اسے کہا کہ لا الہ الا اللہ پڑھو! اس نے کہا میں ہوش میں ہوں اور بات زبان سے ادا کر سکتا ہوں لیکن جب کلمہ طیبہ پڑھنا چاہتا ہوں تو زبان حرکت نہیں کرتی کیونکہ میری زبان پر ترازو کا کانٹا رکھا ہوا ہے اس وجہ سے کہ میں تولنے کے وقت ترازو کے پلڑوں کو صاف نہیں کرتا تھا۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ مجھے اس

تکلیف سے نجات دے۔ غالباً یہ شخص جان بوجھ کر ترازو کا پلڑا گندا اور بوجھل ہونے پر خوش ہوتا ہوگا ورنہ احتیاط کے باوجود کبھی غفلت ہو جائے تو اس کا وبال نہیں ہوتا۔

واقعہ 5 ایک شخص کو مرتے وقت لوگوں نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی تو اس نے کہا مجھے اس پر قدرت نہیں کیونکہ میں اس زبان سے پڑوسیوں کو ایذاء پہنچایا کرتا تھا۔

واقعہ 6 ایک شخص کو بوقت نزع کلمہ طیبہ کی تلقین کی گئی تو وہ کہتا کہ مجھے یہ کلمہ پڑھنے کی ہمت نہیں لوگوں نے کہا غور کرو کس گناہ کے وبال میں یہ حالت پیش آئی؟ تو اس نے کہا میں اپنی عمر میں ایک مرتبہ زنا میں مبتلا ہو گیا تھا شاید اس سے توبہ نہ کر سکا یہ اس وجہ سے ہے۔

موت کے وقت شیطان کے دھوکے سے محفوظ رہنے کے طریقے اور تدابیر

موت کے وقت شیطانی دھوکے سے محفوظ رہنے کے لئے قرآنی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے چند تدابیر پیش کی جاتی ہیں۔

1 **سب سے بڑی تدبیر** تو ایمان کی پختگی ہے جو مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوتی ہے۔

2 **دوسری تدبیر** دین پر استقامت (ہمیشگی) کی ہے۔ جس قدر اعلیٰ استقامت ہوگی اسی قدر شیطان کے دھوکے سے حفاظت ہوگی۔ نیز استقامت کے تین درجات ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایمان پر آخر تک ثابت قدم رہے۔ اس سے بھی رحمت الٰہی اور فرشتوں کی امداد متوقع ہے لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ کسی گناہ کے وبال کی وجہ سے محروم ہو جاوے۔ متوسط درجہ یہ ہے کہ اگر غفلت سے گناہ میں مبتلا ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خیال کرے اور فوراً توبہ کر لے۔ اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ تمام گناہوں سے بچے اور تقویٰ اختیار کرے۔ اس پر خصوصی مہربانی ہوگی۔

3 **تیسری تدبیر** یہ ہے کہ جنابت کی حالت میں بھی بغیر وضو کے تھوڑی دیر بھی نہ رہے بالخصوص سونے کے وقت۔ اس سے فرشتوں کو نفرت ہوتی ہے۔

4 چوتھی تدبیر یہ ہے اپنے نفس اور لباس اور مکان کو ایسی چیزوں سے پاک کرے جو ملائکہ رُحمت کے داخل ہونے سے مانع ہیں مثلاً تصویر، کتا، غسل کی حاجت والا شخص، بجنے والا زیور وغیرہ (کذا فی مشارق الانوار للجراوی، صفحہ 10)

5 پانچویں تدبیر یہ کہ ماں باپ کی تابع داری کو اپنا معمول بنالے۔ حدیث میں ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ہمارے یہاں ایک لڑکا ہے جو حالت نزع میں ہے اس کو لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے لئے کہا جاتا ہے اور اسے اس پر قدرت نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا پہلے وہ اس کلمہ کو پڑھا کرتا تھا؟ عرض کیا گیا: جی ہاں بکثرت پڑھتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: پھر اس وقت نہ پڑھ سکنے کا کیا سبب ہے؟ پھر آپ خود وہاں تشریف لے گئے اور اس کو کلمہ کی تلقین کی اس نے کہا مجھے اس کے پڑھنے کی قدرت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیوں؟ اس لڑکے نے کہا میں اپنی والدہ کی نافرمانی کیا کرتا تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ سے اس کی خطا معاف کرائی تو اس کی زبان کھلی اور کلمہ طیبہ پڑھ کر دنیا سے رخصت ہوا۔ (کذا فی شرح الصدور للسیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ)

6 چھٹی تدبیر یہ ہے جو عین وقت پر کی جاتی ہے اور وہ اوروں کے کرنے کی ہے وہ یہ کہ نزعِ روح کے وقت اس کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کریں۔ **مسئلہ 1:** بہتر یہ ہے کہ یوں نہ کہیں کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو! کیونکہ وہ وقت نازک ہوتا ہے مریض تکلیف میں ہونے کی وجہ سے کہیں یہ نہ کہہ دے، نہیں پڑھتا۔ بلکہ اس کے پاس بیٹھ کر قدرے بلند آواز سے پڑھنا شروع کردیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث شریف منقول ہے کہ جب تم مرنے والے کے پاس بیٹھو تو اس پر کلمہ پڑھنے کے لئے اصرار نہ کرو کیونکہ وہ کبھی زبان سے کہہ لیتا ہے، کبھی ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے اور کبھی قلب سے۔ اور اتنا بھی کافی ہے۔ (کذا فی الکنز عن الدیلمی صفحہ 79، جلد 8)

شیخ عبدالباقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی زبان بند ہو جائے یا مرض سے بے ہوش ہو جاوے اور کلمہ طیبہ نہ پڑھ سکے تو اس کی پہلی حالت کا حکم لیا جائے گا اگر وہ پہلے کلمہ پڑھنے والا تھا تو اب بھی کلمہ پڑھنے کے حکم میں ہوگا (مشارق صفحہ 13)۔ **مسئلہ 2:** جب مریض ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لے تو دوبارہ تلقین کرنے اور کہلوانے کی ضرورت نہیں البتہ اگر اس کے بعد وہ کسی دنیوی کلام میں لگ جاوے تب تلقین کی جاوے۔

7 ساتویں تدبیر جو شیطانی دھوکے سے حفاظت اور سکرات موت میں سہولت کا سبب ہے وہ یہ ہے کہ مرنے والے کے پاس کچھ قرآن شریف پڑھا جائے بالخصوص سورۃ یٰسٓ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی میت کے پاس سورۃ یٰسٓ پڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر آسانی کر دیتے ہیں (اخرجه ابن ابی الدنیا والدیلمی عن ابی الدرداء رضی الله عنه)۔ حدیث شریف میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مرنے والے کے پاس سورۃ یٰسٓ پڑھا کرو (النسائی وابوداؤد وغیرہ)۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مرنے والے کے پاس سورۃ رعد پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے کیونکہ اس کا پڑھنا میت کی تکلیف کو کم کر دیتا ہے۔ اور قبض روح کو آسان کر دیتا ہے۔ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مختصر تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ علماءِ کرام کا اتفاق ہے کہ خاتمہ اسی شخص کا خراب ہوتا ہے جو پہلے سے باطن میں گناہوں پر مصر ہو اور دوام کرتا ہو اور کبیرہ گناہوں کی پرواہ نہ کرتا ہوں۔ اور جو پہلے سے نیک ہو اس کا خاتمہ خراب ہوتا نہیں دیکھا گیا لیکن جو شخص اپنے ظاہر میں استقامت رکھتا ہو اور باطن میں گناہ پر اصرار اور دوام نہ کرتا ہو تو ہم نے کبھی نہیں سنا کہ ایسے شخص کا خاتمہ برا ہوا ہو۔ الحمد للہ جس شخص میں گناہ کی محبت اور اس میں مبتلا ہونا غالب ہو اور توبہ کا اہتمام نہ ہو تو ایسے آدمی پر بعض اوقات توبہ سے پہلے موت آجاتی ہے اور شیطان کے مقابلہ سے عاجز ہو جاتا ہے تو لوگوں پر اس کی شقاوت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرماویں۔ آمین

نوٹ: جس شخص کو لوگ دیکھتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اس کا خاتمہ خراب ہوا ہے وہ کوئی ایسا نہیں کہ بیماری کی وجہ سے اس کی حالت ایسی بگڑ گئی ہو بلکہ وہ پہلے اعمال و اخلاق کی خرابی ہوتی ہے جس کا ظہور اس وقت ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس وقت اس کی حالت خراب ہو گئی۔

اہم سوال: احادیث کثیرہ شاہد ہیں کہ غرغرہ موت کے وقت کا نہ ایمان معتبر ہے نہ کفر۔ تو اشکال یہ ہے کہ اس وقت شیطان کا آنا اور بہکانا اور ڈرانا کیسے بے سود ہے اگر خدانخواستہ مسلمان اس وقت کوئی کلمہ کفر کہہ بھی دے تو اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں پڑتا پھر اس کی فکر کرنے کی اور اس وجہ شیطانی دھوکے سے ڈرنے بچنے کا کیا مطلب؟

جواب: مرفوع القلم ہونے کا وہ وقت ہے جب روح، حلقوم تک پہنچ جائے اس سے پہلے ایمان و کفر معتبر ہے اور یہ شیطان لعین ایسے وقت دھوکہ دینا چاہتا ہے جب کہ وہ سمجھتا ہے کہ ابھی اس کا اختیار باقی ہے اور یہ تکلیف کی حالت میں ہے اس کا کفر و ایمان معتبر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اسے خود دھوکہ ہو جائے اور غرغرہ موت کے وقت کو نہ سمجھے البتہ پاس والوں کو یہ امتیاز دشوار ہے کہ یہ کلمات جو کہہ رہا ہے غرغرہ موت میں کہہ رہا ہے یا اس سے پہلے۔ اس لئے خدانخواستہ نزع کے وقت میں کسی مسلمان کی زبان پر کلمات باطلہ آجاویں تو اس پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے گا۔ واللہ اعلم وبہ نستعین

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَنَسْئَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَجَاهِ رَسُوْلِكَ الرَّحِيْمِ اَنْ تُنْجِيَنَا وَ جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ مِنْ سُوْءِ الْخَوَاتِيْمِ وَاَنْ تَرْزُقَنَا حُسْنَ الْعَوَاقِبِ وَاَنْ تَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں گمراہ کرنے کے لئے، اپنے خالق و مالک و رازق کو ناراض کرنے کے لئے، جنت سے محروم کرنے کے لئے، جہنمی بنانے کے لئے، اپنے ماں باپ سے عاق (نافرمان) بنانے

کے لئے اور دنیا و آخرت برباد کرنے کے لئے مختلف اسباب ہیں سب سے اعلیٰ وقوی نفس امارہ، شیطان لعین اور غلط ماحول ہے۔ نیز وہ معاشرتی برائیاں جو دیکھنے والی ہیں جیسے ٹی وی، رنگین موبائل، اخبار، بے پردہ خواتین وغیرہ یا سننے والی برائیاں ہو جیسے ٹی وی یا عام موبائل، ریڈیو ہو یا فون، محافل سرور ہوں یا عام لوگوں کی محافل وغیرہ اس کے علاوہ کاروبار میں برائیاں ہوں جیسے ملنے جلنے، آنے جانے میں برائیاں ہوں، کفری ممالک میں ہوں یا اسلامی ممالک میں، اکثر انسان برائیوں کی طرف اور جہنم کی طرف اور جنت سے محرومی کی طرف لے جاتے ہیں۔

ان سب کا علاج قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں اور بزرگوں کی راہنمائی اور تجربہ میں **رجوع الی اللہ** ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

رجوع الیٰ اللہ کے تین واقعات

1۔ قرآنی واقعہ، سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زلیخا نے اپنے ساتھ کمرے میں بند کیا اور باہر تالے بھی لگا دیے ہر طرف سے بُرائی والا ماحول بنایا اور بدعملی کے ارتکاب کے لئے ساری تدابیر کیں لیکن سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچنے کے لئے کیا اقدام کیا؟ **رجوع الی اللہ** کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا رجوع کیا کہ مقفّل دروازوں کی طرف دوڑ لگائی۔ اس وجہ سے کہ میرا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کروں، دروازے تک تو پہنچ سکتا ہوں آگے دروازے کھولنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو نصرت الٰہی فوراً شاملِ حال ہوئی اور تالے خود بخود ٹوٹے اور دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے **رجوع الی اللہ** کے نتیجے میں بہت بڑی مصیبت سے بچا لیا۔

2۔ قرآنی واقعہ، سیدنا یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تین اندھیروں میں مچھلی کے پیٹ میں پھنس گئے تو انہوں نے بھی

رجوع الیٰ اللہ کیا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کے ذکر کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ سے نکال دیا۔ پھر پوری شان و شوکت کے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ افراد پر مشتمل قوم کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا فائدہ ہوا اور سب مشکلات دور ہو گئیں۔

3۔ قرآنی واقعہ، سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے باپ، رشتہ دار اور ساری قوم مخالف ہو گئی یہاں تک کہ ساری دنیا کا بادشاہ نمرود بھی مخالف ہو گیا اور مخالفین نے ایک بہت بڑی آگ جلائی۔ اس وقت سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تعاون کے لئے حاضر ہوئے لیکن سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ میرا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور مجھے وہی کافی ہے۔ سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعاون سے بھی انکار کیا۔ یہ **رجوع الیٰ اللہ** ہی تھا کہ جس کی برکت سے سارے مخالفین اور ساری دنیا کا بادشاہ نمرود بھی ناکام ہو گیا اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آگ گلزار بنا دی گئی۔

ان تین قرآنی واقعات سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے کہ سارے مسائل کا حل اور مشکلات سے نجات صرف اور صرف **رجوع الیٰ اللہ** میں ہے اگر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا اور غیر کی طرف رجوع کیا تو اس سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتا ہے اور غیر ہمارے مسائل کا حل بھی نہیں کر سکتے کیونکہ غیر اپنے مسائل کا حل کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتے تو ہمارا کیا کریں گے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی طرف رجوع والا بنا دے محتاجوں کی طرف رجوع کرنے سے بچا لے۔ آمین

رجوع الیٰ اللہ حاصل کرنے کا آسان طریقہ

رجوع الیٰ اللہ کا آسان طریقہ، قرآن پاک، احادیث مبارکہ، بڑوں اور بزرگوں کی ہدایات کی روشنی میں یہ ہے کہ کسی مرشد کامل (شرعی پیر) سے جس سے دل کا لگاؤ ہو، بیعت کر لی جائے۔ پھر

اس کی صحبت ونگرانی اور بتائے ہوئے ذکر کرنے سے خود بخود انسان کو **رجوع الی اللہ** نصیب ہوجاتا ہے اور اعمالِ صالحہ، تقویٰ اور اتباعِ سنت آسان ہوجاتا ہے اور گناہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے نیز نفس امارہ، نفس مطمئنہ بن جاتا ہے اور شیطان لعین سے حفاظت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر کی صحبت سے ڈاکٹر بنتا ہے کتابوں کے پڑھنے سے ڈاکٹر نہیں بنتا۔ ڈرائیور کی صحبت سے ڈرائیور بنتا ہے کتابوں سے ڈرائیور نہیں بنتا۔ درزی کی کی صحبت سے درزی بنتا ہے کتابوں سے درزی نہیں بنتا۔ چرسی اور شرابی کی صحبت سے چرسی اور شرابی بنتا ہے کتابوں کے پڑھنے سے چرسی اور شرابی نہیں بنتا۔ اللہ والوں کی صحبت سے اللہ والے بنتے ہیں کتابوں کے پڑھنے سے اللہ والے نہیں بنتے۔ تقویٰ والے کی صحبت سے تقویٰ والا بنتا ہے کتابوں کے پڑھنے سے تقویٰ والا نہیں بنتا، اتباع سنت والے کی صحبت سے اتباع سنت والا بنے گا نہ کہ کتابوں کے پڑھنے سے۔

عجیب واقعہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا لکھنو میں ایک مرید تھا اس نے آپ کو ایک خط بھیجا کہ مجھے غصہ زیادہ آتا ہے اس کا کوئی علاج بتا دیجئے! حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں لکھا کہ میرا ایک خلیفہ لکھنو میں یونانی حکیم ہے اس سے اجازت لے کر اس کی صحبت میں پندرہ دن تک حاضری دو۔ پندرہ دن کے بعد مجھے بتانا کہ غصہ ختم ہوا یا نہیں۔ اس مرید نے ان حکیم صاحب کو تلاش کیا اور ان سے اجازت لے کر ان کی صحبت میں پندرہ دن گزارے۔ پندرہ دن کے بعد حضرت جی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خط بھیجا کہ میرا غصہ ختم ہوگیا ہے۔ یہ فائدہ تو ہوا ہے مگر ایک سوال ذہن میں پیدا ہوا ہے وہ یہ کہ حکیم صاحب نے مجھے کچھ نہیں کہا نہ میں نے ان کو کچھ بتایا۔ وہ لوگوں کی نبض دیکھتے اور دوائی دے دیتے انہوں نے غصہ چھوڑنے اور حلم و برداشت اپنے اندر پیدا کرنے کی میرے ساتھ کوئی بات نہیں کی تو پھر میرا غصہ کس طرح ختم ہوگیا؟ یہ فلسفہ میری سمجھ میں نہیں آرہا۔ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں تحریر فرمایا یہ ٹھیک ہے کہ حکیم صاحب نے آپ کو کچھ نہیں بتایا

اور نہ آپ نے ان سے کچھ پوچھا اس سلسلے میں خاموشی رہی لیکن چونکہ حکیم صاحب کے مزاج میں حلم تھا ان کی صحبت سے یہ حلم تمہارے مزاج میں بھی منتقل ہوگیا اور یوں آپ کا غصہ ختم ہوگیا اور حلم آ گیا۔

صحبت اہل اللہ میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے اور قرآن کریم بھی اس کا گواہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (سورۃ التوبہ: آیت 119)

یعنی: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

یعنی: صادقین کی صحبت سے جو تقویٰ ان صادقین میں ہوتا ہے وہ ان کے ہمنشین میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تقویٰ والوں کی صحبت میں رہنے والے بھی متقی بن جاتے ہیں۔ متبع سنت کی صحبت میں رہنے والا متبع سنت بن جاتا ہے۔ محبت الٰہی رکھنے والے کی صحبت سے محبت الٰہی ملتی ہے۔ دیندار کی صحبت دیندار بناتی ہے۔ فارسی کا مشہور شعر ہے:

صحبتِ صالح تُرا صالح کند　　　صحبتِ طالح تُرا طالح کند

یہ ایک حقیقت ہے کہ ڈاکو کی صحبت سے ڈاکو بنتا ہے، شرابی کی صحبت سے شرابی بنتا ہے، چرسی کی صحبت سے چرسی بنتا ہے، دنیا دار کی صحبت سے دنیا کی محبت والا بنتا ہے۔ بے دین کی صحبت سے دین سے دور ہوتا اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ مَنْ يُّخَالِلُ ○

یعنی: انسان اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس انسان دیکھ لے کہ کس کی دوستی اختیار کرتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ، موطا امام مالکؒ)۔

نوٹ: مرشد کامل کی بیعت ونگرانی سے مرشد جتنا متقی، صالح اور متبع سنت ہوتا ہے مرید بھی اتنا ہی صالح اور متبع سنت بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرشد کامل کی بیعت ونگرانی اور راہنمائی نصیب فرماویں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے، جنت حاصل کرنے کے لئے، نفس امارہ، شیطان لعین اور جہنم سے حفاظت کے لئے۔ آمین۔ اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

بیعت کی اہمیت بڑوں اور بزرگوں کی نظر میں

پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ العالی اپنی کتاب ''تصوف وسلوک'' صفحہ 72،73 میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ میں کتابوں کا عالم ہوں اور وہ اللہ کا عالم ہے۔

''قطب الارشاد'' صفحہ 536 اور ''تصوف وسلوک'' صفحہ 72 میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو بیعت کے بعد ترقیات ملی تو اپنے بارے میں فرمایا کہ **لَوْ لَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ نُعْمَانُ**۔ ترجمہ: ''اگر میری صحبت میرے مرشد کے ساتھ دو سال نہ ہوتی تو نعمان ہلاک ہوجاتا''۔

مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ 526 جلد 1 میں لکھا ہے کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''**مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ**۔'' **يعني**: جس نے (علم) فقہ حاصل کیا مگر (علم) تصوف حاصل نہ کیا اس نے فسق کیا۔ جس نے (علم) تصوف حاصل کیا مگر (علم) فقہ حاصل نہ کیا وہ زندیق ہوا۔ جس نے ان دونوں (علوم) کو جمع کیا بس وہ محقق ہوا۔

ایقاظ الهِمَم فی شرح الحِکَم میں لکھا ہے کہ'' **لنسبة التصوف الى الدين نسبة الروح الى الجسد**'' **يعني**: تصوف کی نسبت دین کے ساتھ اس طرح ہے جیسے روح کی نسبت جسم کے ساتھ ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تصوف اور علوم باطنی کے امام تھے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ، حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ، سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ،

جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ، شبلی نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ سارے حضرات علم باطنی اور تصوف میں مشہور اور مقتداء تھے۔امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ تصوف کی برکت سے مجدد الف ثانی ہوئے۔ ماضی قریب میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ تصوف میں امام رہے۔ مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ (بانی دارالعلوم دیوبند)، امام اعظم ثانی فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حکیم الامت مجدد ملت قاطع بدعت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ سب بڑے حضرات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھے اور ان سے فیضیاب تھے۔ان حضرات سے ساری دنیا میں جو فیوضات، برکات اور دینی خدمات نظر آتی ہیں یہ سب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیض کا ثمر ہے نہ کہ علم ظاہری کا اس کے باوجود کہ آپ نے علم ظاہری میں کافیہ سے آگے نہیں پڑھا تھا۔علم ظاہری میں تو ان حضرات کے علاوہ اور بڑے بڑے علما دنیا میں ہوں گے لیکن ان بڑے بڑے علما کا فیض اور اتباع سنت کا اثر تو ان کے اپنے گھروں میں، ان کے مدرسوں میں بھی نہیں آسکا ساری دنیا تو دور کی بات ہے۔

مولانا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ (بانی تبلیغی جماعت) کا فیض دنیا کے کونے کونے میں نظر آتا ہے۔ انہوں نے یہ فیض مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالی سے حاصل کیا تھا اور ان سے بیعت تھے۔اگر صرف علم ظاہری سے کام لیا جائے تو ہم نے کچھ بڑے علماء کرام کے گھروں میں دیکھا ہے کہ ان کا بچہ بے نمازی ہوتا ہے اور داڑھی بھی منڈواتا ہے۔ مرشد کامل کے ذریعہ سے علم باطن حاصل کرنے والے دور دراز میں رہنے والے لوگ ذاکرین، نمازی اور اتباع سنت والے بنتے ہیں۔ یہ بیعت کی برکت نہیں تو اور کیا ہے۔شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھے۔ مولانا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں سے بیعت تھے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ (مصنف فضائل اعمال اور فضائل صدقات) پیر کامل تھے آج ان کے کئی خلفاء عظام ہیں جو اذکار کا سلسلہ چلا رہے ہیں اور خانقاہی نظام کو جاری رکھے

ہوئے ہیں۔شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ نے صقالۃ القلوب میں لکھا ہے کہ ایک ہے علم نبوی وہ کتابوں سے ملتا ہے، دوسرا ہے نور نبوی وہ سینوں (مرشد کامل کے سینے) سے ملتا ہے۔ ہمارے زمانے میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ تعالیٰ بیر شریف والے، حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کراچی والے حتیٰ کہ حضرت مکرم و معظم وسیدی ومرشدی حضرت مولانا خواجہ خواجگان قطب دوراں امام وقت حضرت خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ تک سارے حضرات نے بیعت کے ذریعہ سے دنیا میں رونق چڑھائی اور ذکر کی برکت سے لوگوں کے دلوں میں نورِ ہدایت کے چراغ جلائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ تک پہنچایا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حضرات کے انوارات، فیوضات اور برکات نصیب کرے۔آمین۔ان کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

بیعت اور مرشد کامل کی ضرورت کے بارے میں مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دس بیش قیمت ملفوظات

ملفوظ نمبر 1: ”امراض روحانی (جیسا بدزبانی، غیبت گوئی، بدنظری اور حسد جیسی برائیوں سے نہ بچنا اور اتباع سنت نہ کرنا وغیرہ وغیرہ) کا علاج صحبت شیخ کے سوا کچھ نہیں۔یہ کتابیں پڑھنے سے دور نہیں ہوتے، دینی مدارس میں کتابوں پر عبور ہوجاتا ہے مگر تکمیل نہیں ہوتی۔اس لئے علما کی بھی کماحقہ اصلاح نہیں ہوتی“۔(ملفوظات مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ 72)

ملفوظ نمبر 2: ”یہ یاد رکھئے کہ علم اور چیز ہے اور تربیت اور چیز ہے۔امراض روحانی کا فقط ایک علاج ہے اور وہ اللہ والوں کی صحبت ہے۔ان کی صحبت میں اللہ کے پاک نام کی برکت سے اللہ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔(صفحہ 72)

ملفوظ نمبر 3: ”بعض بے سمجھ کہتے ہیں کہ تصوف بدعت ہے (حالانکہ یہ بات غلط ہے)۔ تصوف لوح محفوظ سے آیا ہے۔اس کی بڑی برکتیں ہیں۔(اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے

کہ " يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ " ۔میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرماوے، آمین۔(صفحہ 93)

ملفوظ نمبر 4: "علمائے کرام (مدارس میں) قرآن سمجھا دیتے ہیں۔صوفیاءعظام (خانقاہوں میں) اس کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔قرآن رنگ ہے۔قولہ تعالیٰ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ (سورۃ البقرہ :آیت 138) **یعنی:** اللہ کا رنگ اور اللہ سے اچھا کس کا رنگ ہے۔دنیا کے رنگ ظاہر کو رنگتے ہیں اور قرآن باطن کو رنگتا ہے۔قرآن کا رنگ چڑھ جائے تو انسان انسان بنتا ہے۔" (صفحہ 108)

ملفوظ نمبر 5: "عالم شکوک وشبہات دور کر دے گا مگر عمل کا رنگ اس وقت تک نہیں چڑھتا جب تک کامل کی صحبت نصیب نہ ہو، کامل سے اخذ فیض کے لئے (تین چیزیں ضروری ہیں) نمبر 1: عقیدت، نمبر 2: ادب، نمبر 3: اور اطاعت کی ضرورت ہے"۔(صفحہ 108)

ملفوظ نمبر 6: "یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان جس فن میں کمال حاصل کرتا ہے اس فن کے کامل کی صحبت میں مدت مدید تک اپنے آپ کو بٹھائے گا تو کامل ہو جائے گا۔مثلاً درزی بننے کے لئے درزی کی صحبت میں مدت مدید تک بیٹھنا ضروری ہے۔استاد کی ہر نقل وحرکت کو دیکھے گا۔استاد کچھ زبان سے کچھ عمل سے سمجھائے گا۔آہستہ آہستہ یہ بھی کامل (درزی) ہو جائے گا۔اسی طرح اگر تزکیہ نفس چاہیے تو اس فن کے کاملین کی تلاش کرنی پڑے گی۔کامل نایاب نہیں۔کمیاب ضرور ہیں۔وہ اللہ نے بیج کے طور پر رکھے ہوئے ہیں وہ عام نہیں ملتے اور نہ اُن کی بہتات (زیادتی) ہے۔"(صفحہ 118)

ملفوظ نمبر 7: "یہ چوروں اور ڈاکوؤں کا جہان ہے۔یہاں کئی ایمان پر ڈاکہ مارنے والے ہیں، بیوی بھی ڈاکو ہے، اولاد بھی ڈاکو ہے، برادری بھی ڈاکو ہے (آج کل ٹی وی، کیبل، انٹرنیٹ، موبائل وغیرہ بھی ڈاکو ہے)۔ان ڈاکوؤں سے ایمان بچانے کی تدبیر یہی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جائے اس طرح ایمان کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے" (صفحہ 140)۔تجربہ کر لو اسی طرح پاؤ گے

انشاءاللہ۔

ملفوظ نمبر 8: ''اللہ ہو کا پاک نام لینے والے کے لئے عجائبات کے ایسے دروازے کھلتے ہیں کہ اس مقابلہ میں ساری دنیا کے خزانے ہیچ نظر آتے ہیں۔جس کو اس کی لذت حاصل ہوجاتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس سے کہیں کہ اے میرے بندے تو ساری دنیا کے خزانے لے لے اور یہ لذت واپس دے دے تو وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ یہ نعمت میرے پاس ہی رہنے دے اور دنیا کے خزانے کسی اور کو عطا کر دے۔'' (صفحہ 135)

سبحان اللہ اس کا پتہ اس کو ہوگا جو مرشد کامل کا بتایا ہوا ذکر کر رہا ہے۔

ملفوظ نمبر 9: ''میں کہا کرتا ہوں رنگ ہے قرآن، رنگ فروش ہیں علماء کرام، رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔مثلاً تہجد کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔علما کی صحبت میں بیٹھ کر طالب علم میں یہ کمال پیدا ہوجاتا ہے کہ ایک لفظ تہجد پر تقریباً تین گھنٹے بول سکتا ہے کہ یہ لفظ سہ اقسام میں کیا ہے، شش اقسام میں کیا ہے، ہفت اقسام میں اسے کیا کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔مگر کیا اتنی تفصیل علمی معلوم ہونے کے بعد طالب علم تہجد پڑھنے کا پابند ہوجاتا ہے؟ اگر طالب علم سے کہا جائے تم تہجد کے فضائل بیان کرو تو کم از کم ایک گھنٹہ تک بیان کرسکتا ہے مگر کیا اس بحر علمی کے باوجود وہ طالبعلم تہجد پڑھنے کا عادی ہوجاتا ہے؟ ہرگز نہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ جب کسی کامل کے پاس جائے گا تو وہاں تہجد پابندی سے پڑھنے کی عادت پیدا ہوجائے گی۔'' (صفحہ 50)

ملفوظ نمبر 10: ''علماء کرام کے بعد اسلام محمدی کی دوسری محافظ جماعت صوفیائے عظام کی ہے۔ علماء کرام تو قرآن مجید اور حدیث شریف کا مطلب سمجھاتے ہیں۔مگر باوجود سمجھ جانے کے پھر بھی عملی کمزوریاں، سمجھنے والوں میں باقی رہتی ہیں۔ان عملی کمزوریوں کی اصلاح صوفیائے عظام کی صحبت میں بیٹھنے سے ہوتی ہے۔بشرطیکہ ان کے حضور میں عقیدت سے بیٹھے۔ادب کرے اور جو فرمائیں ان پر پورے طور پر عمل کرے۔ایک تو رنگ ہے۔دوسرا رنگ فروش ہے۔تیسرا رنگ ساز ہے۔

رنگ فروش سے رنگ لاتے ہیں۔ اور پگڑی پر رنگ ساز سے رنگ چڑھواتے ہیں بالکل اسی طرح دین کا نقشہ ہے۔ قرآن مجید ایک عجیب رنگ ہے جو لوح محفوظ سے آیا ہے جو اس رنگ سے رنگا جائے اس کی دنیا کی زندگی بھی خوشگوار اور آخرت میں بھی کامیاب ہوگا۔ بہر حال قرآن مجید ایک رنگ ہے اور رنگ فروش علماء کرام ہیں۔ ان کی صحبت سے یہ رنگ ملتا ہے اور رنگ ساز صوفیائے عظام ہیں ان کے حضور میں مدت مدید تک رہنے سے قرآن مجید کا رنگ ایک نیک نیت خدا کی رضا کے طالب انسان پر چڑھ جاتا ہے۔'' (صفحہ 52)

مدارس میں علماء کرام کی صحبت سے قرآن پاک کا رنگ ملتا ہے اور علماء کرام بنتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ خانقاہوں میں صوفیاء عظام کی صحبت سے قرآن کا رنگ چڑھتا ہے۔ تجربہ کرلو اسی طرح پاؤ گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

بیعت اور مرشد کامل کی ضرورت کے بارے میں
مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے گیارہ بیش قیمت ملفوظات

منقول از آداب المعاشرت صفحہ 253/215

بزرگوں سے تعلق بڑی دولت ہے بڑی نعمت ہے لوگ اس کی قدر نہیں کرتے مجھ کو تو اس لیے بھی اس کی خاص قدر ہے کہ میرے پاس تو سوائے بزرگوں کی دعا کے اور کچھ ہے ہی نہیں، نہ علم ہے، نہ عمل ہے۔ اگر ہے تو صرف یہی ایک چیز ہے۔

ملفوظ نمبر 1: آج کل پڑھنے پڑھانے والوں کو اس طرف توجہ ہی نہیں کہ کسی بزرگ کی خدمت میں جا کر رہیں۔ بس تھوڑی سی کتابیں پڑھ لیں، اور سمجھ لیا کہ ہم (بہت کچھ ہو گئے ہیں۔ یعنی) کامل ومکمل ہو گئے۔ بھلا صرف کتابوں سے بھی کبھی کوئی کامل، مکمل ہوا ہے۔

ملفوظ نمبر 2: یاد رکھیے جو عالم مدرسہ سے فارغ ہو کر خانقاہ میں نہ جائے وہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص وضو کر کے اسی پر قناعت کرے اور نماز نہ پڑھے تو وہ اس کا مصداق ہے

ایھاالقوم الذی فی المدرسہ　　　　کل ماحصلتموہ وسوسہ

''اے مدرسہ کے لوگو! جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے وہ محض وسوسہ اور وہم وخیال اور محض زعم باعث وبال ہے۔کیونکہ لفظی اور کتابی علم سے حقائق کا انکشاف نہیں ہوتا۔

ملفوظ نمبر 3: صرف پڑھنے، پڑھانے سے کیا ہوتا ہے'' کچھ نہیں ہوتا، جب تک اہل اللہ اور خاصانِ حق کی صحبت میں نہ رہے'' اسی کو مولانا فرماتے ہیں اور بہت خوب فرماتے ہیں۔

بے عنایات حق و خاصانِ حق　　　　گر ملک باشد سیہ ھمنشیں ورق

ملفوظ نمبر 4: ہم نے ایک آدمی بھی ایسا نہیں دیکھا کہ (درس اور کتابی اعتبار سے) پورا عالم ہو اور صحبت یافتہ نہ ہو اور پھر اس سے ہدایت ہوئی ہو اور ایسے بہت سے دیکھے ہیں کہ شین اور قاف بھی ان کا درست نہیں (یعنی کتابیں اور درسی علم حاصل نہیں) لیکن (صحبت حاصل ہوجانے کی برکت اور فیض سے) دین کی خدمت کرتے ہیں۔پس نرا علم شیطان اور بلعم بن باعوراء کا سا علم ہے۔

ملفوظ نمبر 5: نیز یہ بھی مشاہدہ ہے کہ اگر'' کتابی'' علم کامل ہو اور تربیت نہ ہو تو چالاکی اور دھوکہ دہی کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے اسی طرح اگر کتابی علم سے جاہل ہو اور تربیت بھی نہ ہو تب بھی یہی حالت ہوتی ہے۔''غرض'' علم بدوں تربیت مورث عیاری ہے اور چونکہ ہر شخص سامان تربیت کا حاصل نہیں کرتا لہٰذا ہر شخص کو'' کتابی'' علم کامل پڑھانا مفید نہیں بلکہ مضر ہے۔

ملفوظ نمبر 6: درخت خودرو کہیں ٹھیک نہیں ہوتا ناہموار اور بعض اوقات بدمزہ رہتا ہے۔جب تک اسے باغباں درست نہ کرے۔کاٹ، چھانٹ نہ کرے، قلم نہ لگائے۔ایسے ہی وہ شخص جو شیخ کی خدمت میں نہ رہے۔اصلاح نہ کروائے محض کتابوں کے پڑھ لینے کو کافی سمجھ بیٹھے، اس کی مثال بعینہ درخت خودرو کی سی ہے، جب تک اسے شیخ ''مصلح'' درست نہ کرے، جب تک ٹھیک نہیں ہوتا بلکہ بددین اور بدعقائد یا بداخلاق ہوجاتا ہے۔

ملفوظ نمبر 7: صحبت میں رہ کر دین آتا ہے، میں بقسم کہتا ہوں کہ کتابوں سے دین نہیں آتا۔ ضابطہ کا دین تو کتابوں سے آسکتا ہے مگر حقیقی دین بلا کسی کی جوتیاں سیدھی کیے بلکہ بلا جوتیاں کھائے نہیں آتا۔ دین کسی کی خوشامد نہیں کرتا، دین انہیں نخروں سے آتا ہے اب جس کا جی چاہے لے اور جس کا جی چاہے نہ لے۔ اکبر ایک اچھے شاعر تھے، ان کا کلام حکیمانہ ہوتا ہے، ان کا مصرعہ ہے۔

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

ملفوظ نمبر 8: جو پڑھے لکھے ہیں، ان میں صحبت کاملین میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا، وہ بھی عوام میں داخل ہیں....... دین سے کامل مناسبت بزرگوں کی صحبت ہی سے ہوتی ہے، کتابوں سے نہیں ہوتی....... ''کتابی قابلیت کیسی اونچی ہو'' کتنا ہی بڑا ذی استعداد ہو، بدوں صحبت شیخ کامل بصیرت نہیں ہوسکتی۔

ملفوظ نمبر 9: صاحبو! صحبت سے وہ بات حاصل ہوگی کہ اس کی بدولت اسلام دل میں رچ جائے گا اور یہی مذہب کی روح ہے کہ دین کی عظمت دل میں رچ جائے اور ضرورت اسی کی ہے کہ مذہب دل میں رچا ہوا ور اگر دل میں یہ حالت نہیں ہے تو نہ ظاہری نماز کام کی اور نہ روزہ بس وہ حالت ہے جیسے طوطے کو سورتیں رٹا دیں کہ وہ محض اس کی زبان پر ہیں۔ ایک شاعر نے طوطے کی وفات تاریخ کہی ہے، کہتا ہے،

میاں مٹھو جو ذاکر حق تھی	رات دن ذکر حق رٹا کرتے
گر بہ موت نے جو آ دبایا	کچھ نہ بولے سوائے ٹے ٹے ٹے

یہ تاریخ اگرچہ ہے تو مسخرہ پن لیکن غور کیا جائے تو اس نے ایک بڑی حکمت کی بات کہی ہے یعنی یہ بتلادیا کہ جس تعلیم کا اثر دل پر نہیں ہوتا مصیبت کے وقت وہ کچھ کام نہیں دیتی تو اگر دین کی محبت دل میں رچی ہوئی نہ ہو تو حافظ قرآن و عالم بھی ہوگا تب بھی آٹے دال ہی کا بھاؤ دل میں لے کر مرے گا۔ جیسا اس وقت غالب حالت ہے کہ دل میں سے اسلام کا اثر کم ہوتا جاتا ہے۔ صاحبو! اسی کو دیکھ کر

میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں سے اسلام نکلا جاتا ہے۔ خدا کے لیے اپنی اولاد پر رحم کرو اور ان کو اسلام کے سیدھے ڈگر پر لگاؤ۔

ملفوظ نمبر 10: آج کل بڑی ضرورت کی چیز صحبت ہے۔ اہل اللہ اور خاصانِ حق کی۔ یہ صحبت میرے نزدیک اس زمانہ میں فرض عین ہے۔ بڑے ہی خطرہ کا وقت ہے جو چیز مشاہدہ سے ایمان کی حفاظت کا سبب ہو اس کے فرض عین ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ ایسی چیز کا اہتمام تو ابتداء ہی سے ہونا چاہیے۔

نیک صحبت کے نہ ہونے سے اس وقت یہ حالت ہوگئی ہے کہ استادوں کے ساتھ استہزا، قرآن وحدیث میں تحریف۔ اس وقت منتہائے کمالات ''لوگوں کے نزدیک'' یہ ہوگیا ہے کہ تقریر اور تحریر ہو اور اپنے کو اپنے استادوں اور بزرگوں کے برابر خیال کرنے لگے۔

ملفوظ نمبر 11: آج کل افعال رذیلہ کا ہر شخص شکار بنا ہوا ہے اس کا زیادہ تر سبب اہل اللہ اور خاصانِ حق کی صحبت سے محروم رہنا ہے۔ صحبت بڑی چیز ہے اور اس کی قدر اس لیے نہیں رہتی کہ آخرت کی فکر نہیں، ورنہ آخرت کی فکر میں رہنے والا اس سے کبھی خود کو مستغنی نہیں سمجھ سکتا۔

بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیہ هستش ورق

میں تو اس زمانہ میں صحبت اہل اللہ کو فرضِ عین کہتا ہوں۔

مولانا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ بانی تبلیغی جماعت

ماہنامہ رسالہ سلوک واحسان کراچی میں صفر المظفر 1432ھ کے شمارہ کے صفحہ 11 پر لکھا ہے کہ ''بانی تبلیغی جماعت مولانا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ سالہا سال مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خانقاہ میں پڑے رہے اور اللہ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ اللہ کا نام لینے سے ان کو جو نور حاصل ہوا، اسی نور سے سارے عالم کو سیراب کیا اور منور کیا''۔ حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ جب دعوت کے سلسلہ میں لوگوں سے ملتے تھے تو واپسی پر ان لوگوں کے ملنے سے جو نحوست چڑھتی تھی،

اگرچہ دعوت اور کلمے کی نسبت سے ملتے تھے پھر بھی اس نحوست کو دور کرنے کیلئے اپنے مرشد کے پاس حاضر ہوتے تھے۔

مولانا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ’’تصوف سے مقصود یہ ہے کہ مامورات شرعی، مرغوبات طبعی بن جائیں اور منہیات شرعی، مکروہات طبعی بن جائیں (ملفوظات مولانا الیاسؒ صفحہ 15)۔عجیب کمال ہے کہ تصوف کے ذریعے سے اوامر طبیعت کے مرغوب کھانا، پینا، سونا جیسے بن جائیں گے اور نواہی طبیعت کے مکروہ بھوک، پیاس، نیند نہ آنا جیسے بن جائیں گے۔ یہ بہت بڑا مقام ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب کرے۔آمین۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجاز **صقالۃ القلوب** میں لکھتے ہیں کہ ایک ہے علم نبوی وہ کتابوں سے ملتا ہے۔دوسرا ہے نور نبوی وہ سینوں (مرشد کامل کے سینے) سے ملتا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ نے فضائل اعمال صفحہ 631 باب فضائل تبلیغ میں تحریر فرمایا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ: آیت 119)

یعنی: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ سچوں سے مراد اس جگہ مشائخ صوفیہ ہیں جب کوئی شخص ان کی چوکھٹ کے خدام میں داخل ہو جاتا ہے تو ان کی تربیت اور قوت ولایت کی بدولت بڑے بڑے مراتب تک ترقی کر جاتا ہے، شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ ’’اگر تیرے کام دوسرے کی مرضی کے تابع نہیں ہوتے تو تو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کر سکتا گو عمر بھر مجاہدے کرتا رہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں سعی کر، تاکہ وہ تیری ذات کو اللہ سے ملا دے‘‘۔

جو علما صرف کتابوں کے پڑھنے سے اپنے آپ کو کامل سمجھتے ہیں وہ حضرات اس مضمون پر غور کریں۔

فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہدایت آموز واقعہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے میں فقیہ العصر کا لقب رکھتے تھے۔ ان

کے بارے میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقاہت فتاوی شامی کے مصنف سے زیادہ ہے۔حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ صرف زیارت کے لئے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے۔واپسی کا عرض کیا کہ تدریس کی وجہ سے طلباء انتظار میں ہیں۔حضرت نے رات گزارنے کا فرمایا۔مولانا نے کہا کہ خانقاہ میں رش کی وجہ سے نیند میں خلل آئے گا۔حضرت نے فرمایا کہ میں خانقاہ والوں کو سمجھا دوں گا۔مولانا نے عرض کیا ٹھیک ہے صبح واپس چلا جاؤں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ رات وہاں سو گئے۔ فرماتے ہیں کہ تہجد کے وقت میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا بہت سارے لوگ نوافل پڑھ رہے ہیں۔تلاوت کر رہے ہیں،تسبیحات کر رہے ہیں،کچھ بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔میرے دل میں خیال آیا کہ رشید احمد وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ میں شامل ہونے کی تمنا میں تو آ گئے ہو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا خلق تو یہ تھا۔متقی اور کامل ایمان والوں کے بارے میں قرآن پاک میں ہے کہ ''كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (سورۃ الذّٰریٰت :آیت 17, 18) اور ایک مقام پر ہے کہ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ'' (سورۃ السجدۃ: آیت 16)۔خانقاہ شریف کا ماحول دیکھنے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا نقشہ یاد آیا اور اس سے متاثر ہوئے۔وضو کیا،نفل پڑھے،بیٹھ کر ذکر شروع کر دیا۔نماز صبح کے بعد حضرت سے واپسی کا عرض کیا۔حضرت نے فرمایا مولانا ذکر تو کر رہے ہو تو سیکھ کر ذکر کر لو۔مولانا کو کوئی جواب نہیں آیا۔آخر گذارش کی کہ حضرت مجھے بیعت کر لو۔حضرت نے اسی وقت بیعت کے کلمات پڑھائے اور ذکر سکھایا۔مولانا فرماتے ہیں ان کلمات کو پڑھ کر میرے دل میں ایسی کیفیت ہوئی کہ میں نے سوچا ساری عمر میں نے پڑھانا ہی ہے مگر اپنی اصلاح کے لئے بھی کچھ وقت ہونا چاہیے۔مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ حضرت ایک ماہ قیام کروں گا۔ایک ماہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ

اللہ تعالیٰ نے توجہات دیں، ذکر کرایا حتیٰ کہ حضرت کے اندر نسبت کا نور چمکنے لگا۔ مرشد کامل مرید کا امتحان لیتا ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک صاحب نے کھانے کی دعوت دی تو حضرت رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی ساتھ لے گئے۔ حضرت نے ان کو دسترخوان کے کونے پر بٹھایا، ہلکا کھانا ان کو کھلایا اور ساتھیوں کو مرغ اور اچھا کھلایا گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ رشید احمد میرا دل چاہتا ہے کہ تجھے جوتوں میں بٹھاتا مگر میں نے کہا چلو تمہیں دسترخوان کے کونے میں ہی بٹھا دیتے ہیں۔ حضرت نے ان کے چہرے کو دیکھا کہ ناگواری محسوس ہوتی ہے یا نہیں۔ تو مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بالکل تازہ چہرہ اور کشادہ پیشانی سے عرض کیا کہ حضرت میں تو جوتوں میں بیٹھنے کے قابل بھی نہیں تھا آپ نے مجھ پر احسان کیا کہ دسترخوان پر بیٹھایا۔ حضرت نے فرمایا الحمدللہ اس میں جو نفس تھا وہ مٹ چکا ہے، مر چکا ہے۔ حضرت نے ان کو خلافت دی۔ مولانا نے عرض کیا حضرت میں کچھ نہیں ہوں مجھے کیوں خلیفہ بنایا۔ حضرت نے فرمایا اسی وجہ سے خلافت دیتا ہوں کہ تم سمجھ رہے ہو کہ تم کچھ نہیں ہو، اگر تم اپنے آپ کو کچھ سمجھتے تو پھر آپ خلافت کے قابل نہ ہوتے۔ ایک مہینہ کے بعد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ گنگوہ آ گئے۔ ایک ماہ وہاں پر کام کرتے رہے۔ ایک ماہ کے بعد پھر حضرت حاجی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تو حضرت نے ان سے پوچھا۔ میاں رشید احمد بیعت سے کچھ تبدیلی نظر آئی۔ مولانا تھوڑی دیر سوچتے رہے، پھر فرمانے لگے، تین تبدیلیاں نظر آئیں، پوچھا کونسی ہیں؟ (1) پہلے شریعت پر عمل کرنے کے لئے اپنے نفس کو مجبور کرنا پڑتا تھا اب بے تکلفی کے ساتھ شریعت پر عمل ہو جاتا ہے۔ یعنی طبیعت شریعت کے موافق بن گئی۔ شریعت جس طرح چاہتی ہے، طبیعت بھی اسی طرف جاتی ہے۔ (2) دوسری تبدیلی یہ ہے کہ پہلے مطالعہ میں نصوص کے درمیان تعارض نظر آتا تھا۔ اب نصوص کے درمیان تعارض ختم ہو گیا کہیں تعارض نظر نہیں آتا۔ (3) تیسری تبدیلی یہ ہے کہ مجھے پہلے کسی مدح سے خوشی اور ذم سے ناراضگی محسوس ہوتی تھی۔ اب دونوں برابر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے مخلوق راضی ہو یا ناراض ہو کوئی

پرواہ نہیں۔ حضرت نے فرمایا، الحمدللہ دین میں تین درجے ہیں علم، عمل اور اخلاص۔ علم میں دو درجے ہیں۔ علم غیر کامل اور علم کامل۔ علم غیر کامل عام علم ہوتا ہے۔ علم کامل وہ ہوتا ہے کہ جو نصوص کے درمیان تعارض نظر نہیں آتا۔ عمل بھی ناقص اور کامل، عمل ناقص وہ عام عمل ہوتا ہے۔ عمل کامل وہ ہوتا ہے کہ طبیعت شریعت کے مطابق بن جائے۔ اخلاص کے دو درجہ ہیں۔ اخلاص ناقص اور اخلاص کامل۔ اخلاص ناقص عام اخلاص ہوتا ہے۔ اور اخلاص کامل وہ ہوتا کہ مدح ذم کی پرواہ نہ رہے۔

سمجھ کی بات یہ ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ جو فقیہ العصر، امام اعظم ثانی کے لقب والے ہیں، اُن کو بھی بیعت کی ضرورت پیش ہوئی اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کی اور بیعت سے بہت ترقی بھی محسوس کی۔ اس کے باوجود کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ ظاہری علم میں اس سے بہت کم تھے، کافیہ سے آگے نہیں پڑھا تھا لیکن علم کے دریاؤں جیسے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ (بانی دارالعلوم دیوبند) اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رہبر اور مرشد تھے، ہم جیسے لوگ کس باغ کی مولی ہیں اور ہمارے لئے بیعت کتنی زیادہ ضروری ہے۔ عقل سے کام لینا چاہیے اور وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

جس کا مرشد نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہوگا

تصوف کے موضوع پر مرکزی کتاب **اِیْقَاظُ الْھِمَمْ فِی شَرْحِ الْحِکَم** (مطبع خانقاہ سراجیہ) کے صفحہ 212 جلد 1 میں لکھا ہے **مَنْ لَّا شَیْخٌ لَّہٗ فَالشَّیْطَانُ شَیْخُہٗ**۔ ترجمہ: جس شخص کا مرشد کامل نہ ہو، تو اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔ **یعنی**: جب مرشد کامل کی رہبری نہ ہو تو اس کا رہبر شیطان علیہ اللعنۃ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امداد السلوک کے صفحہ 8 پر لکھا ہے ''جہاں میں جو بغیر شیخ جس مطلب تک پہنچے گا تو شیطان اس میں تصرف کرے گا اور جگہ سے پھسلا دے گا''۔

شیطان کی رہبری دوقسم کی ہوتی ہے، ایک ظلمانی اور دوسری نورانی۔شیطان کی نورانی رہبری بہت خطرناک ہے۔مرشد کامل کے علاوہ کسی اور کو پتہ چلنا بہت مشکل ہے۔مرشد کامل کے بارہ میں قرآن پاک میں ہے۔ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (سورۃ الانفال: آیت 29)

یعنی: متقی لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ یہ کیفیت پیدا کرتا ہے کہ وہ حق و باطل کے درمیان فرق کرسکتا ہے۔مرشد کامل متقی ہوتا ہے اسی وجہ سے مرشد کامل کو شیطان علیہ اللعنۃ کی نورانی چالوں کا پتہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ شیطان علیہ اللعنۃ کی چالوں سے حفاظت فرمائے۔آمین۔

مرشد کامل کی صحبت ونگرانی کو کیوں ضروری قرار دیا گیا؟

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں جو اعمال واذکار بتائے ہیں وہ ہدایت اور تقویٰ کیلئے کافی نہیں ہیں۔مرشد کامل کی صحبت ونگرانی کو کیوں ضروری قرار دیا؟

جواب نمبر 1: مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ ہدایت کیلئے صرف قرآن پاک کا پڑھنا (چاہے لفظ کے ساتھ یا معنی کے ساتھ) کافی نہیں جب تک قرآن پاک پر عمل کرنے والوں (مرشد کامل) کی صحبت اختیار نہ کی جائے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اتارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا کہ قرآن پاک پر عمل کرو اس طرح کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے عمل کو دیکھ کر اتباع کرو۔اگر اس کی ضرورت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی اپنی زبان میں صرف قرآن پاک نازل فرماتے کہ اس پر عمل کرو۔مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ کتاب اللہ کے ساتھ رہبر بھی بھیجا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد اس رہبری کیلئے مرشد کامل ہوتا کیونکہ مرشد کامل پر مرید کو اعتقاد، اعتماد، انقیاد ہوتا ہے۔نفع حاصل کرنے کیلئے یہ تینوں صفات ضروری ہیں۔دنیاوی معاشرے میں دیکھیں کہ ماہر کی صحبت کے بغیر کام ناکام ہوجاتا ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرح لکھا ہے کہ درزی کتابوں سے

پڑھ پڑھ کر لوگوں کے کپڑے نہیں سی سکتا جب تک کسی درزی کی صحبت اختیار نہ کرے۔اسی طرح ڈاکٹر بننا، ڈرائیور بننا، کھانا پکانے کا ماہر بننا صرف کتابوں کو پڑھنے سے نہیں ہوتا جب تک اسی فن کے ماہر کی صحبت اختیار نہ کی جس پر اعتقاد، اعتماد، انقیاد ہو۔اسی طرح تقوی، محبت الٰہی اور عشق الٰہی کی دولت تقوی والوں، محبت الٰہی اور عشق الٰہی والوں کی صحبت سے ملتی ہے۔آم آم والوں سے، امرود امرود والوں سے، عشق الٰہی عشق الٰہی والوں سے تقویٰ تقویٰ والوں سے ملتا ہے۔

جواب نمبر 2: علما دیوبند کا کردار پوری دنیا مانتی ہے۔دعوت و تبلیغ کی شکل میں ہو یا مدارس اور سیاست کی شکل میں یا باطنی علم تزکیہ نفس یا ختم نبوت یا تصنیف یا جہاد کی شکل میں ہو۔اس کی بنیادی وجہ علم ظاہری نہیں تھا بلکہ وہ مرشد کاملین سے فیض یافتہ تھے اور اتباع سنت کے نقشے ان ہی میں نظر آتے ہیں۔اگر علما دیوبند صرف علم ظاہر والے ہوتے باطنی اور تزکیہ نفس سے موصوف نہ ہوتے تو ان کا کردار اور سنت کا نقشہ اپنے گھروں میں بھی نظر نہ آتا۔لیکن علم باطنی کے ذریعہ ان حضرات کا کردار دوسرے ملکوں میں بھی نظر آتا ہے، یہ مشاہدے کی بات ہے۔

جواب نمبر 3: قرآن پاک میں ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (سورۃالتوبہ:آیت119)

یعنی: تقویٰ فرض ہے تقویٰ حاصل کرنے کے لئے نیک لوگوں کی صحبت بھی فرض ہے۔

نوٹ: صحبت کا بہت اثر ہے۔شادیوں میں بیوی ایک کے لئے آتی ہے اصل خوشی اسی کے لئے ہے لیکن اس کی خوشی شادی میں سب شرکت کرنے والوں کو محسوس ہوتی ہے یہ صحبت کا اثر نہیں تو اور کیا ہے۔شادی سے ان کو کیا فائدہ ملتا ہے۔اسی طرح فوتگی میں ایک آدمی کا باپ یا بیٹا یا بھائی وفات پاتا ہے اور لوگوں کا کچھ نقصان نہیں ہوتا لیکن غم کا اثر سب پر ہوتا ہے یہ بھی صحبت کا اثر ہے۔شرابیوں، چوروں، ڈاکوؤں کی صحبت سے انسان میں یہی بداخلاقیاں پیدا ہوتی ہیں۔متقین، ذاکرین، محبت الٰہی، عشق الٰہی والوں کی صحبت سے یہی صفات کاملہ حاصل ہوتی ہیں۔تجربہ سے بھی ثابت ہیں۔

مرشد کامل کی علامات

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کمالات اشرفیہ صفحہ 37 میں لکھا ہے کہ پہچان (علامات) شیخ (مرشد کامل) یہ ہے کہ (1) شریعت کا پورا متبع ہو۔(2) بدعت اور شرک سے محفوظ ہو (3) جہل کی بات نہ کرتا ہو، (4) اس کی صحبت میں بیٹھنے کا اثر یہ ہو کہ دنیا کی محبت کم ہوتی جائے اور حق تعالیٰ کی محبت زیادہ ہوتی جائے۔(5) مرید جو مرض باطنی بیان کرے وہ اس کو توجہ سے سن کر اس کا علاج تجویز کرے (6) اور جو علاج تجویز کرے اس سے نفع ہوتا ہے۔(7) اس کی اتباع کی بدولت روز بروز حالت درست ہوتی جائے۔(کمالات اشرفیہ صفحہ 37)

اپنے مرشد کامل کا حق

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شعر میں شیخ کا حق بتایا ہے

تین حق مرشد کے ہیں، رکھ اُن کو یاد   اعتقاد، اعتماد و انقیاد

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ علم ظاہری کا نفع پچاس فیصد محنت میں پچاس فیصد ادب میں ہے اور علم باطنی کا نفع سو فیصد ادب میں ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے، مرید کو مرشد کی صحبت میں اسی تصور سے بیٹھنا چاہیے کہ میرے مرشد پر جو فیض آ رہا ہے وہ مجھ پر بھی آ رہا ہے، اگر مرید مرشد کے حضور میں اپنی سوچ یا ذکر میں مصروف رہتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ مرشد پر فیض آیا ہو مگر مرید اس سے محروم ہو جائے۔ مرشد نماز میں ہو یا مراقبہ میں یا اور مصروفیات میں لیکن مرید اس توجہ میں ہو کہ میرے مرشد پر جو فیض آ رہا ہے ان کے واسطے سے وہی فیض مجھ پر آ رہا ہے۔ میں محسوس کر رہا ہوں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اگر میں بات چیت میں یا ہنسی میں ہوں تو پھر بھی تم میرے دل کی طرف متوجہ رہو کیونکہ اس وقت بھی میرا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

فیض کیا چیز ہے؟

فیض کے بارے میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ نے فرمایا کہ کبھی آدمی پر اُوپر سے برف کی شکل میں آتا ہے، کبھی نرم بارش کی شکل میں، کبھی دماغ میں ٹھک ٹھک کی آواز آتی ہے۔ کبھی سکون محسوس ہوتا ہے۔ لیکن حضرت نوراللہ مرقدہ نے بتایا فیض وجدانی چیز ہے، انسان خود محسوس کرتا ہے کہ ابھی فیض آرہا ہے، یہی انسان جب مرشد کی محفل میں ہوتا ہے، کوئی خاص کیفیت محسوس کرتا ہے وہی کیفیت باہر محسوس نہیں ہوتی۔ بندہ پر فیض کے آنے سے انسان کو باطنی طور پر ترقی ملتی ہے۔

کس مرشد سے بیعت کرنی چاہیے؟

بیعت کے بارے میں دو باتیں ضروری ہیں۔ ایک یہ کہ مرشد کامل ہو۔ اگر ناقص ہوتو اس کی بیعت سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے کیونکہ جب مرشد نماز باجماعت کا پابند نہ ہو یا سنت کے خلاف ہو، گفتگو یا صورت یا سیرت میں شریعت کے خلاف ہوتو مرید بھی شریعت کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ مرید مرشد کی تابعداری میں سرگرم ہوتا ہے تو بیعت مرشد کامل سے کرنی چاہیے۔ مرشد کامل نایاب نہیں کم یاب ضرور ہے۔ کامل مرشد انسان کو اس وقت ملتا ہے جب انسان میں تین چیزیں ہو۔ (1) مقصود سمجھتا ہو (2) طلب بھی ہو (3) اس کے ملنے کیلئے پیاس بھی ہو۔ اگر مقصود نہیں سمجھتا ہے تو پھر نہیں ملتا ہے، اگر مقصود سمجھتا ہے لیکن طلب نہیں تھی تو پھر بھی نہیں ملتا، اگر طلب ڈھیلی تھی اور پیاس نہیں تھی تو پھر بھی نہیں ملتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ دل کا لگاؤ ہو یعنی دل کی توجہ ہو کہ اس سے بیعت کروں گا، تصوف میں اس کا نام ہے مناسبت۔

جب آپ کو ایسا مرشد ملا کہ کامل بھی تھا اور دل کا لگاؤ بھی تھا تو اس کے پاس جانا چاہیے اور اس سے بیعت کرنی چاہیے چاہے وہ قریب ملے یا دور ملے۔ اگر آدمی جسمانی بیمار ہوتو بڑے ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے، ڈاکٹر اگرچہ دور ہوتو کہتا ہے کہ صحت مل جائے گی تو دور کی کیا پرواہ۔ اسی طرح روحانی

بیماریوں کے لئے روحانی معالج یعنی مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ اگر مرشد کامل دل کے لگاؤ والا نزدیک مل گیا تو اسی سے بیعت کرنی چاہیے۔ اگر نزدیک نہیں ملتا ہے تو اپنی اصلاح کیلئے دور بھی جانا چاہیے۔ اگر زیادہ آنا جانا مشکل ہے تو فون پر بھی بیعت کرسکتا ہے اور رہنمائی لے سکتا ہے لیکن سال بھر میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا جتنا ہوسکے حاضری ہونی چاہیے۔ صحبت سے بہت کچھ بنتا ہے۔ خصوصاً نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ میں اپنے مرشد کی صحبت اور اس کی توجہات سے بہت تیزی اور آسانی کے ساتھ ترقیات ملتی ہیں۔

مرید اگر اپنے مرشد کے پاس حاضر ہونے سے معذور ہو سفر کی وجہ سے یا دوسرے عذر کی وجہ سے تو مرید جب اپنے مرشد کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مرشد کی توجہ پہنچ جاتی ہے اور اس سے بھی ترقیات ملتی ہیں۔ جیسے موبائل کی توجہ سے اور نمبر ڈائل کرنے سے دوسرے موبائل پر اثر آتا ہے پھر بات چیت شروع ہوتی ہے، اس کے باوجود کہ دوسرا موبائل دوسرے ملک کے کسی کونے میں ہوتا ہے، رابطہ اور اثر پاتا ہے، اسی طرح مرشد کامل کی توجہ دور سے اللہ تعالیٰ کے تعلق سے مرید پر کیوں اثر نہیں کرتی۔

مختلف سوالات اور جوابات

سوال: کیا ایک مرشد سے دوسرے مرشد کی طرف جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جب کسی مرشد سے بیعت ہو گیا تو دوسرے مرشد سے بیعت نہیں کرنی چاہیے۔ مگر پہلا مرشد وفات پا گیا تو پھر وہ مرید خود مختار ہے کہ اس کے جانشین سے یا اس کے خلفیہ سے یا اس سلسلہ میں کسی اور سے یا سلسلہ چھوڑ کر دوسرے سلسلہ میں بیعت کرنا چاہتا ہے تو کرسکتا ہے لیکن شرط یہ کہ مرشد کامل ہو اور دل کا لگاؤ ہو۔ یا مرشد زندہ تھا لیکن وہ کھلم کھلا شریعت کے خلاف ہو گیا یا فیض محسوس نہیں ہوتا یا کوئی اور وجہ تھی کہ اس سے فیض حاصل نہیں کرسکتا ہے تو اس صورت میں دوسرے مرشد کے پاس جا سکتا ہے بلکہ جانا چاہیے، وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن دونوں صورتوں میں یہ یاد رکھنا کہ وہ کامل ہو اور اس سے دل کا لگاؤ ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحیح رہبر اور مرشد نصیب کرے۔ آمین۔

سوال: کیا صرف ذکر سے وصول الی اللہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: تصوف کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مرشد کامل کی صحبت کے بغیر صرف ذکر کرنے سے وصول الی اللہ حاصل نہیں ہوتا۔ ذکر کے بغیر صرف مرشد کامل کی صحبت سے وصول الی اللہ حاصل ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظ میں ذکر ہوا کہ بغیر مرشد ایک لاکھ تسبیح پڑھنے سے کچھ نفع نہیں۔

سوال: کیا نیک لوگ جیسے حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ختم ہو گئے؟ جیسا آج کل عموماً کہا جاتا ہے کہ مرشد کامل کہاں سے ملتا ہے؟

جواب: مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ آج کل بھی ایسے بڑے حضرات ہیں اور قیامت تک ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں تقویٰ حاصل کرنے کیلئے نیک لوگوں کے ساتھ صحبت کو فرض کیا ہے اور فرمایا ہے **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** ۝ (سورۃ التوبہ: آیت 119) کہ نیک لوگوں کے ساتھ ہوجاؤ۔

اس آیت میں قیامت تک کے لوگوں کیلئے یہ حکم ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ ہوجاؤ تو پتہ چلا کہ قیامت تک نیک لوگ ہوں گے، اس کے لئے ایک مثال ہے۔ باپ بیٹے سے کہتا ہے کہ دودھ پیتے رہو، کمزوری ختم ہوجائے گی، یہ اس وقت کہہ سکتا ہے کہ جب باپ کے پاس دودھ ہو ورنہ نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ نیک لوگوں کے ساتھ ہوجاؤ پتہ چلا کہ آج بھی نیک لوگ ہیں لیکن نیک لوگوں کے ملنے کے لئے تین شرطیں ہیں۔ (1) مقصود ہو (2) طلب ہو (3) پیاس ہو۔ اگر مرشد کامل کو مقصود نہیں سمجھتا تو نہیں ملتا۔ اگر مقصود سمجھتا ہے لیکن طلب نہیں کرتا ہے پھر بھی نہیں ملتا۔ اگر طلب بھی ہو لیکن پیاس نہیں تو ٹھنڈی طلب سے بھی نہیں ملتا۔ بلکہ گرم طلب پیاس جیسی ہو تو ملتا ہے اور اس کا نام طالب صادق ہے۔ پیاس والے کو اس وقت تک آرام نہیں آتا جب تک اس کو پانی نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ صحیح طلب نصیب کرے۔ آمین۔

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مرشد کامل نایاب نہیں ہے، کم یاب ضرور ہے ہر جگہ نہیں ملتا کم ملتا ہے۔ دوسری جگہ لکھا ہے، رنگ ہے قرآن جو لوح محفوظ سے آیا ہے، قرآن پاک میں ہے (صِبْغَةَ اللّٰهِ) اللہ کا رنگ۔ رنگ فروش ہیں علماء کرام یعنی علماء کرام مدارس میں طلباء کرام کو قرآن پاک سمجھا دیتے ہیں۔ رنگ ساز ہیں صوفیاء عظام یعنی خانقاہوں میں مرشدین کاملین اپنے مریدوں کو یہ ہی قرآنی رنگ چڑھاتے ہیں۔ اس کا نام تزکیہ نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (سورۃ الشّمس : آیت 9)

یعنی: کامیاب ہے جس نے تزکیہ نفس کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بات پر گیارہ مرتبہ سورۃ الشّمس میں قسم اٹھائی ہے۔ تزکیہ نفس کتابوں کے پڑھنے سے نہیں ہوتا بلکہ خانقاہوں میں مرشد کامل سے ہوتا ہے جیسا کہ دوائی کی کتابوں سے بیماری دور نہیں ہوتی بلکہ ہسپتالوں میں ڈاکٹر کے علاج سے بیماری دور ہوتی ہے، صحت اور قوت ملتی ہے۔ اسی طرح خانقاہ سے مرشد کامل کی صحبت اور تربیت سے روحانی علاج، باطنی طاقت، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب کرے۔ آمین

اہمیت بیعت قرآن پاک واحادیث مبارکہ کی روشنی میں

دلیل نمبر 1: اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

(سورۃ آل عمران: آیت 164)

یعنی: اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی میں سے پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار ذمہ داریاں دیں۔ (1) قرآن پاک زبانی بتانا (2) قرآن پاک کے معانی بتانا (3) احادیث مبارکہ بتانا۔ یہ تینوں کام علم ظاہر والے علما نے مدارس کی شکل میں سنبھال لئے ہیں۔ (4) تزکیہ نفس کرانا جو تعلیم کے علاوہ عملی نگرانی اور تربیت روحانی ہے یہ

ذمہ داری علم باطنی والے صوفیاء عظام نے خانقاہوں میں سنبھال رکھی ہے۔ اگر تزکیہ نفس قرآن پاک اوراحادیث کے پڑھانے سے حاصل ہوتا تواس آیۃ کریمہ میں مستقل ذمہ داری کیوں آتی تھی؟

تزکیہ کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں کونفسانی عیوب اوررزائل اورشرک اور معاصی سے پاک کرتے تھے۔ اپنی صحبت اور قلبی توجہ اورتصرف سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے یہ حاصل ہوتی تھی (تفسیر عثمانی)۔ تصوف میں اس کا نام ہے مرشد کامل کی توجہ مرید پر اصلاح نفس کے لئے جواسی آیت سے ثابت ہےاور جومرشد کی توجہ سے تعلیم تعلم کے بغیرمرید میں انقلاب لاتی ہے۔

دلیل نمبر 2: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ .... فَبَايِعْهُنَّ'' (سورۃ الممتحنۃ: آیت 12)

یعنی: اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مسلمان عورتیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ان باتوں پر بیعت کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شےءکوشریک نہ کریں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے۔ اس آیت سے صریح ثابت ہوا کہ مسلمان خواتین کی بیعت تزکیہ نفس کے لئےتھی نہ کہ قبول اسلام کے لئے کیونکہ وہ تو پہلے ہی ایمان والی تھیں اور یہ بیعت نہ جہاد کے لئےتھی نہ خلافت کے لئے کیونکہ اس میں جہاد یا خلافت کا لفظ نہیں آیا۔ اس آیت میں اصلاح نفس اور تزکیہ نفس کے بارے میں ساری باتیں کی ہیں۔ اسی وجہ سے مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمان خواتین کی اصلاح نفس اور تزکیہ نفس والی بیعت قرآن پاک کی صریح آیت سورۃ ممتحنہ میں آئی ہے۔ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ بعض ناسمجھ لوگ کہتے ہیں کہ تصوف بدعت ہے۔ تصوف لوح محفوظ سے آیا ہے اس کی بڑی برکتیں ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سمجھ عطا فرماویں۔ آمین

دلیل نمبر 3: اللہ تعالیٰ نے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (سورۃ التوبہ: آیت 119)

یعنی: اے ایمان والو تقویٰ کرو اور نیک لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو فرض قرار دیا، تقوی آسانی سے حاصل کرنے کیلئے زندہ نیک لوگوں کے ساتھ صحبت اور معیت بھی فرض کیا۔ مرشد کامل وہی ہوتا ہے جو نیک ہو اور مرید کو اس پر اعتقاد و اعتماد و انقیاد ہو، جو فائدہ حاصل کرنے کیلئے یہ تین اصول ہیں۔ مرید میں یہ تین اصول موجود ہوں تو مرید کو مرشد کی صحبت سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔

دلیل نمبر 4: **التکشّف فی مہمات التصوف** تصنیف حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صفحہ 443 میں ایک روایت مسلم شریف، ابوداؤد شریف اور نسائی شریف سے حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ وہ فرماتے ہیں ''ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، نو آدمی تھے یا آٹھ تھے یا سات۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دئے اور عرض کیا کہ کس امر پر آپ کی بیعت کریں یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان امور پر کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو اور (احکام) سنو اور مانو اور ایک بات آہستہ فرمائی، وہ یہ کہ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات میں سے بعض کی یہ حالت دیکھی ہے کہ اتفاقاً چابک گر پڑا تو وہ بھی کسی سے نہیں مانگا کہ اٹھا کر ان کو دیدے۔

فائدہ: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے **التکشّف فی مہمات التصوف** صفحہ 444,443 میں لکھا ہے کہ حضرات صوفیہ کرام میں جو بیعت معمول ہے جس کا حاصل معاہدہ ہے التزام احکام و اہتمام اعمال ظاہری و باطنی کا جس کو عرف میں بیعت طریقت کہتے ہیں، بعض اہل ظاہر اس کو اس بنا پر بدعت کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ صرف کافروں کو بیعت اسلام اور مسلمانوں کو بیعت جہاد کرنا معمول تھا مگر اس حدیث میں اس کا

صریح اثبات موجود ہے کہ یہ مخاطبین چونکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اس لئے بیعت اسلام یقینا نہیں کہ تحصیل حاصل لازم آتا ہے اور مضمون بیعت سے ظاہر ہے کہ بیعت جہاد بھی نہیں بلکہ بدلالت الفاظ معلوم ہے کہ التزام واہتمام اعمال کے لئے ہے پس مقصود ثابت ہو گیا۔

دلیل نمبر 5: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ مَنْ یُّخَالِلُ ٥ (مسند احمد) **یعنی:** انسان گہرے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس انسان دیکھ لے کہ اس کی کس کے ساتھ گہری دوستی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عجیب اصول بتایا کہ جس انسان نے دنیا میں جس کے ساتھ گہری دوستی رکھی اس کا دین اس میں منتقل ہو جاتا ہے۔ جس کا دوست اچھا، متقی، صالح، متبع سنت، عشق الٰہی، محبت و معرفت الٰہی سے موصوف ہو وہ بھی اسی طرح بن جائے گا۔ اور جس کا دوست برا، گناہگار، غیر صالح، سنت طریقہ کے خلاف، عاشق دنیا و خواہشات اور برائیوں کا عادی ہو وہ بھی اس طرح کا بن جائے گا جیسا آج کل ہم معاشرہ میں دیکھ رہے ہیں، نیک ساتھیوں کا بھی اور برے ساتھیوں کا بھی۔ اسی طرح مرشد کامل وہ ہوتا ہے کہ جو متقی ہو، عشق الٰہی ہو، متبع سنت ہو، اس سے بیعت کے ذریعہ سے دوستی ہو جائے گی پھر حدیث شریف کی رو سے اسی کی صفات مرید میں منتقل ہو جاتی ہیں اور مرید بھی متبع سنت، متقی اور عشق الٰہی والا بن جاتا ہے۔

مرید کو مرشد کامل سے بیعت لینے کا کیا طریقہ ہے؟

مرد مریدین جس پیر سے بیعت لینے کا ارادہ رکھتے ہوں تو افضل یہی ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو مرشد کے دونوں ہاتھوں میں دے کر اور اگر خواتین مریدین ہوں تو چادر کا ایک کنارا مرشد کے ہاتھ میں ہو اور دوسرا کنارا خاتون کے ہاتھ میں ہو، اور مرشد مبارک جو کلمات پڑھتا رہے، مرید یا مریدنی وہی کلمات پڑھتے رہیں۔ اس طرح سے بیعت ہو جائے گی جیسا کہ حدیث بالا میں مذکور ہوا۔ دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ مرید نے بیعت کا ارادہ ظاہر کیا اور مرشد مبارک نے زبان سے بتایا کہ آپ کی بیعت ہو گئی یا مرید حاضر نہیں تھا بلکہ فون کے ذریعہ سے مرشد نے بیعت کے کلمات پڑھوائے اور

مرید نے پڑھے، یا مرید کے بیعت کی درخواست کرنے پر مرشد نے مرید کو اطلاع دی کہ تم یہ سمجھو کہ میری بیعت ہوگئے ہو۔ پس اسی ارادے سے بیعت ہوگئے اور بیعت کے بعد مرشد کے بتائے ہوئے ذکر میں لگا رہے اور اپنی طرف سے کوئی ذکر نہ کرے۔ بیمار جب ڈاکٹر سے دوائی لے لے تو کوئی اور دوائی استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح مدرسہ میں طالب علم تیسرے درجے میں داخلہ لینے کے بعد اور درجوں کی کتابیں نہ پڑھے ورنہ اس درجے کو پاس نہیں کرسکتا اور امتحان میں فیل ہوجائے گا۔ بعینہ باطنی علم ہے کہ مرشد کے بتائے ہوئے اذکار کے ساتھ اور اذکار نہیں کرنے چاہئیں ورنہ ترقی نہیں کرسکتا اور جتنا ہو سکے تو صحبت میں رہے ورنہ فون سے رابطے میں بالضرور رہے۔ اپنے حالات بتانے چاہئیں اس سے بھی بہت ترقیات ملتی ہیں۔ سال میں کم از کم ایک دو مرتبہ حاضر ہونا چاہیے۔ صحبت سے جو ملتا ہے وہ اور چیز ہے۔ خواتین کی اصلاح کیلئے فون پر رابطہ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا تعلق ومحبت واتباع سنت نصیب کرے۔ آمین۔

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینا تھا اور اُن سے معاوضہ نہیں چاہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام اُمت کے ذمہ لگایا اور یہ بہت اچھا مقام ہے۔ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے امت کو ملا تو امت پر دو ذمہ داریاں آ گئیں۔ (1) یہ خود صالح، متقی اور متبع سنت ہو۔ (2) یہ کہ لوگوں کو صالح، متقی اور متبع سنت بننے کی فکر، کوشش اور دعوت دے اور درد رکھے۔ لہٰذا خود بھی اپنی اصلاح، تقوی حاصل کرنے اور حب الٰہی حاصل کرنے کیلئے مرشد کامل سے جو دل کے لگاؤ والا ہو بیعت کرنی چاہیے۔ ایک ذمہ داری پوری ہوجائے تو دوسری ذمہ داری کیلئے لوگوں کو بھی دعوت دینی چاہیے کہ کسی دل کے لگاؤ والے مرشد کامل سے بیعت ہوجاؤ اپنی اصلاح اور تقوی حاصل کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح دین کا رہنما اور شیخ کامل نصیب فرماویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش قدم نصیب کرے، آمین۔

مشہور باطنی سلاسل چار ہیں

تربیت مریدین کے لئے مشہور سلاسل چار ہیں۔ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ۔ ان میں سلسلہ نقشبندیہ کی خصوصیت کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے طریقہ (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں داخل ہوا، وہ محروم نہیں رہے گا۔ اور جو ازلی محروم ہے وہ ہمارے سلسلہ سے منسلک نہ ہو سکے گا۔

مکتوبات امام ربانی میں یہ بھی لکھا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ میں مرید کی ترقی کا دارومدار اکثر مرشد کامل کی توجہات پر ہوتا ہے۔ اگرچہ ذکر اذکار مراقبات بھی کرنے ہیں۔ اکمال الشیم میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ اللہ والوں کی توجہ سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگر وہ فاسق کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فسق سے توبہ کرتا ہے۔ اگر کافر کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو وہ کفر سے توبہ کرتا ہے۔ اگر مریض کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو اس کو شفا ملتی ہے۔ صرف تقدیر کی دیوار کو نہیں گرا سکتے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی شرح بخاری تقریر بخاری میں لکھتے ہیں اللہ والوں کی توجہ چار قسم کی ہوتی ہے۔

توجہ کی چار قسمیں

1 توجہ انعکاسی **2** توجہ القائی **3** توجہ اصلاحی **4** توجہ اتحادی

انعکاسی: یہ وہ ہوتی ہے کہ مرشد اپنے مرید کو توجہ کرتا ہے وہ اثر محسوس کرتا ہے مگر یہ اثر مرشد کے حضور اور محفل میں موجود رہنے تک رہتا ہے۔ اس سے دور جانے سے اثر بھی جاتا ہے یہ سب سے ضعیف ہے۔

القائی: وہ ہوتی ہے کہ مرشد کے جانے سے بھی اثر نہیں جاتا مگر گناہ کی نحوست سے جاتا ہے یہ تھوڑی سی قوی ہے۔

اصلاحی: یہ وہ ہوتی ہے کہ مرید خود بھی ذکر اذکار کے معمولات کا پابند ہو، اس پر مرشد کی توجہ اتنی

طاقتور ہوتی ہے کہ مرید کے گناہ کرنے سے بھی توجہ کا اثر اور مزہ ختم نہیں ہوتا بلکہ مستقل جاری رہتا ہے یہ توجہ بہت قوی ہے۔

اتحادی: یہ وہ ہوتی ہے کہ مرشد مرید پر اتنی زوردار توجہ ڈالتا ہے کہ مرید بالکل مرشد جیسا بن جاتا ہے۔ مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت کے لئے باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ پیش فرمایا ہے۔

عجیب واقعہ

حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس چند مہمان آئے۔ مہمان نوازی کے لئے کچھ نہیں تھا۔ باورچی کو پتہ چلا تو وہ اپنے گھر سے کھانا لایا۔ مہمانوں کا اکرام کیا۔ حضرت بہت خوش ہوئے۔ فرمایا اب کچھ مانگ لو۔ مرید نے کہا کہ میں آپ جیسا بن جاؤ۔ انہوں نے کہا اور مانگو یعنی اس کے علاوہ کوئی اور چیز مانگو۔ اس نے اس پر اصرار کیا۔ حضرت اس کو کمرے میں لے گئے اور اس پر اتنی زوردار توجہ ڈالنی شروع کر دی یہاں تک کہ مرید اور حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شکل وشباہت ایک جیسی ہو گئی۔ باہر نکلے، پتہ نہیں چلتا تھا کہ حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کون اور باورچی کون ہے؟ صرف اتنا فرق تھا کہ حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہوش میں تھے اور مرید بے ہوشی میں تھا۔ تین دن کے بعد باورچی انتقال کر گیا کیونکہ توجہ کو برداشت نہ کر سکا۔ اس کو توجہ اتحادی کہتے ہیں۔

عجیب مثال

مادہ کچھوا پانی میں رہتی ہے۔ انڈے خشکی پر ریت میں دیتی ہے۔ اور پھر پانی سے انڈوں پر توجہ کرتی ہے۔ بچے نکلتے ہیں۔ اگر مادہ کچھوا مر جائے تو انڈے ضائع ہو جاتے ہیں۔

دوسری مثال لمبی گردن والے ایک پرندے کونج کی ہے۔ گرمیوں میں سائبیریا اور روس جاتی ہے۔ انڈے وہاں دیتی ہے۔ سردیوں میں گرم ممالک میں آ جاتی ہے پھر یہاں (گرم ممالک) سے انڈوں کی طرف توجہ کرتی ہے۔ اس توجہ کے زور سے انڈوں سے بچے نکالتی ہے۔ اگر وہ مر گئی تو

انڈے ضائع ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ: اللہ تعالیٰ نے جب مادہ کچھوا اور کونج کی توجہ میں اتنی تاثیر رکھی ہے تو اولیاء اللہ کی توجہات میں کتنی تاثیر رکھی ہوگی۔ مقصد یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مریدین کے لئے زیادہ سہولت ہے کہ اس سلسلہ پاک میں مرشد کی توجہات سے مرید کو ترقی ملتی ہے اگرچہ زیادہ مجاہدات نہیں ہوتے جیسے دوسرے سلاسل میں ہوتے ہیں۔

توجہ کا ثبوت قرآن پاک میں

توجہ کا ثبوت قرآن پاک میں ہے ''**وَيُزَكِّيهِمْ**'' (سورۃ آل عمران: آیت 164)

تفسیر عثمانی میں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 164 کے ذیل میں لکھا ہے **یعنی:** ''تزکیہ نفوس'' (نفسانی آلائشوں [خواہشات] اور تمام مراتب شرک و معصیت سے ان کو پاک کرنا اور دلوں کو مانجھ کر صیقل بنانا) یہ چیز آیات اللہ کے عام مضامین پر عمل کرنے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور قلبی توجہ و تصرف سے باذن اللہ حاصل ہوتی تھی۔

تصوف میں اس قلبی توجہ اور تصرف کا نام ہے توجہ مرشد کامل۔

تصوف دین کے تمام شعبوں کے لئے روح کی حیثیت رکھتا ہے

''**ایقاظ الھِمَمِ فی شرح الحِکَم**'' میں حضرت شیخ زروق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''**لَنِسْبَةُ التَّصَوُّفِ اِلَى الدِّيْنِ نِسْبَةُ الرُّوْحِ اِلَى الْجَسَدِ**'' **یعنی:** دین کے ساتھ تصوف کی نسبت ایسی ہے جیسے جسم کے ساتھ روح کی نسبت۔

نوٹ: دین کے **پانچ شعبے** ہیں۔

1 مدارس **2** دعوت و تبلیغ **3** جہاد **4** دینی سیاست **5** تصوف

(1) دین کا وجود مدارس سے ہوتا ہے۔ مدارس کے ذریعے سے حلال حرام جائز و ناجائز ثواب عذاب کا پتہ چلتا ہے۔ (2) دین کی اشاعت دعوت و تبلیغ سے ہوتی ہے۔ دعوت و تبلیغ کی وجہ سے

لوگوں میں دین عام ہوتا ہے۔لوگ مدارس میں نہیں آتے اور مدارس والے اُن کے پاس نہیں جاتے۔ دعوت وتبلیغ نہیں ہوگی تو مردوخواتین کو دین کا کیا پتہ چلے گا۔ دعوت وتبلیغ والے شہروں، دیہاتوں اور پہاڑوں میں جا کے گھروں کے دروازے کھٹکھٹا کے دین سیکھنے کے لئے دین پر چلنے کے لئے بلاتے ہیں۔ دین کے حلقوں میں بٹھاتے ہیں ورنہ دین کا کیا پتہ چلے گا؟ (3) دین کی حفاظت جہاد سے ہوتی ہے۔ دین کی حفاظت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک کفریہ ممالک سے جہاد کی وجہ سے ہوتی ہے ورنہ کافر لوگ مسلمانوں کو ایک لقمہ بنا کے کھا جاتے۔ (4) دین کی حفاظت ملک کے اندرونی دشمنانِ دین اور اندرونی چوہوں سے دینی سیاست کے ذریعے سے ہوتی ہے ورنہ دین کی ترقی کے لئے ملک کے اندرونی دشمنانِ دین مختلف رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔

تصوف سب شعبوں کے لئے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسان کی زندگی گزارنے کیلئے پانچ شعبے ہیں۔ آنکھ، زبان، کان، پاؤں اور روح۔ روح سب کے لئے اصل ہے۔ روح نہ ہو تو آنکھ، زبان، کان، پاؤں ہوں تو بھی ان سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اسی طرح تصوف، مدارس، دعوت وتبلیغ، جہاد اور دینی سیاست کیلئے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ شعبہ جات تصوف کے ساتھ بابرکت ہوں گے اور بغیر تصوف بے برکت ہوں گے۔ ہمارے بڑے اور بزرگوں کا یہی طریقہ تھا۔ دیوبند کے مدرسہ میں شیخ الحدیث سے باورچی تک سب صاحب نسبت تھے۔ بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ تصوف میں مجاز تھے۔ مجاہد اسلام حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ تصوف میں بڑے مقام والے تھے۔ بانی دینی سیاست حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ تصوف میں بڑے مقام والے تھے۔ دینی سیاست حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ تصوف میں امام اعظم ثانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فیضیاب تھے۔ انہی باتوں سے پتہ چلا کہ تصوف سارے شعبوں کے لئے روح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کے تمام شعبوں میں کامیابی اور قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

خدمت دین کا جو کام کرتا ہے اُسے پہلے ذکر کی ضرورت ہے

مولانا عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی عمل بغیر اخلاص مقبول نہیں ہے۔ اخلاص حاصل کرنے کے لئے پہلے ذکر ضروری ہے۔ دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے غار حرا کی تنہائی میں ایک عرصہ تک ذکر فرمایا۔ پھر ذکر سے فکر پیدا ہوئی اور فکر سے یکسوئی ہوئی اور یکسوئی سے یقین آیا اور یقین سے اخلاص حاصل ہوا۔ پھر نبوت ملی اور سارے عالم کے لئے قیامت تک رحمۃ للعالمین اور مبلغ بن گئے۔ ہم اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں گے تو پہلے (مرشد کامل کا بتایا ہوا) ذکر کریں گے۔ ذکر سے فکر و یکسوئی و یقین و اخلاص ملے گا۔ پھر ہر کام دین ہوگا (اور مقبول ہوگا اور روز قیامت کار آمد ہوگا)۔ (اہل دل کے انمول اقوال صفحہ 265)

نوٹ: اگر ہم ذکر نہیں کرتے تو اخلاص کہاں سے ملے گا جو قبولیت کے لئے شرط ہے۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کا قیمتی فرمان مبارک

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے پوچھا کہ بیعت کا مقصد کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''آپ دیکھتے ہیں کے احکام شرعیہ اور امور دینیہ کا علم ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ پر کاربند رہنا مشکل ہوتا ہے۔ بہت سے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ نماز روزہ کے تو عادی ہوتے ہیں مگر جھوٹ، فریب اور غیبت جیسی برائیوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ بیعت کا مقصد واحد یہ ہے کہ انسان سے رزائل چھوٹ جاتے ہیں اور ان کی بجائے اخلاق عالیہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اعمال صالحہ کی بجا آوری میں سہولت اور معاصی سے نفرت ہو جاتی ہے''۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا صحیح رہنما اور شیخ کامل نصیب فرمادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش قدم نصیب کرے آمین تمت بالخیر

تصوّف کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا یقین کرنا اور بات ہے.................. اس کا نام ہے شریعت!

اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کو محسوس کرنا اور بات ہے.............. اس کا نام ہے طریقت!

اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھنا اور بات ہے.................... اس کا نام ہے شریعت!

اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر محسوس کرنا اور بات ہے................ اس کا نام ہے طریقت!

تصوّف کا نتیجہ کیا ہے؟

اعمالِ صالحہ کرنا دلائل کی روشنی سے.................... یہ نتیجہ ہے شریعت کا

اعمالِ صالحہ کرنا رغبتِ طبعی کی روشنی میں................ یہ نتیجہ ہے طریقت کا

اعمالِ بد سے بچنا دلائل کی روشنی میں................... یہ نتیجہ ہے شریعت کا

اعمالِ بد سے بچنا نفرتِ طبعی کی روشنی میں................ یہ نتیجہ ہے طریقت کا

عقائدِ حقّہ پر یقین کرنا دلائل کی روشنی میں............... یہ نتیجہ ہے شریعت کا

عقائدِ حقّہ پر یقین کرنا بداہت کی روشنی میں.............. یہ نتیجہ ہے طریقت کا

عقائدِ باطلہ سے بچنا دلائل کی روشنی میں.................. یہ نتیجہ ہے شریعت کا

عقائدِ باطلہ سے بچنا بداہت کی روشنی میں................. یہ نتیجہ ہے طریقت کا

معلوم ہوا طریقت شریعت سے علیحدہ نہیں بلکہ طریقت شریعت کی خادم اور معاون ہے۔ عقائد حقہ پر بداہت کی روشنی میں یقین کرنے والا سوئے خاتمہ اور شیطان لعین کے حملے سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ شیطان لعین بدیہی بات کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تصوف والے کا حسن خاتمہ ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِيْ اَوَّلِ كَلَامِنَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِيْ اَوْسَطِ كَلَامِنَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِيْ اٰخِرِ كَلَامِنَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

سخت بیماریوں اور مصائب کا یقینی علاج

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ مقاصد میں کامیابی اور مشکلات سے خلاصی کا یقینی علاج ہے اکثر لوگ بہت سی مصیبتوں و پریشانیوں میں مبتلا ہیں مثلاً (1) سکون نہ ہونا، پریشان رہنا۔ (2) بلڈ پریشر، دل کی بیماریاں اور بہت سے دوسرے امراض میں مبتلا ہونا۔ (3) رزق کی تنگی ہونا۔ (4) کاروبار میں مشکلات اور مصائب کا پیش آنا۔ (5) نکاح نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہونا (مرد ہو یا عورت)۔ (6) قرض کی وجہ سے پریشان ہونا (اس پر ہو یا اس کا دوسروں پر)۔ (7) کاروبار یا پڑھائی میں دل نہ لگنا۔ (8) غصہ کا غلبہ ہونا۔ (9) ماں باپ، بھائی، عزیز واقارب وغیرہ سے نفرت ہونا۔ (10) گناہوں سے نفرت نہ ہونا۔ (11) دین کی طرف رغبت نہ ہونا۔ (12) جادو یا نظر بد کا اندیشہ ہونا۔ (13) غلط ماحول سے پریشان ہونا۔ (14) دین میں سکون ونورانیت نہ ہونا۔ (15) شیطانی وساوس اور غیر مفید خیالاتِ زندگی سے اتنا بیزار ہونا کہ خودکشی کی طرف طبیعت مائل ہونا............ وغیرہ وغیرہ۔ اس کا اکسیر اور مجرب علاج یہ ہے۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

تفسیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ”نہیں ہے طاقت گناہوں سے بچنے کی لیکن اللہ کی حفاظت سے اور نہیں ہے قوت اللہ کی طاعت کی مگر اللہ کی مدد سے“

1 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ننانوے آفات کیلئے علاج ہے۔ جس میں سب سے چھوٹی آفت پریشانی ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ 202)۔

2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ وہ تابعدار بن گیا اور اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد

کردیا۔(مشکوٰۃ شریف صفحہ 202)

3 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر 201)۔ گناہ سے پرہیز اور عبادت کرنا جنت کے خزانوں میں سے ہے اور **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** کے بکثرت پڑھنے سے گناہوں سے بچنے اور عبادت کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔

4 حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں دو مصیبتوں میں مبتلا ہوں، ایک میرا لڑکا کفار نے اغوا کیا ہے اور دوسرا رزق کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو وصیتیں فرمائیں۔ ایک تقویٰ اختیار کرو۔ دوسرا **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** کثرت سے (500 مرتبہ) پڑھا کرو۔ انہوں نے دونوں کام شروع کیے۔ وہ اپنے گھر ہی میں تھے کہ ان کا لڑکا واپس آ گیا اور اپنے ساتھ سو اونٹ بھی لے کر آیا۔ اس طرح تقویٰ اختیار کرنے اور **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** کثرت کے ساتھ پڑھنے سے یہ دونوں مصیبتیں ختم ہو گئیں۔ (معارف القرآن صفحہ 488 جلد 8)

بندہ ناچیز کا مشورہ یہ ہے کہ زبان پر دنیا کا بہت ذکر کیا اور دنیا کے کاموں کو وقت بہت دیا ہے اور خواہشات میں اپنے آپ کو بوڑھا کر لیا۔ آج **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** پڑھنے کے لئے 41 دن تک 24 گھنٹوں میں سے 20، 30 منٹ فارغ کر لیں پھر آپ کو احساس ہوگا کہ کاش میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت نہ کرتا۔ میں دنیا کے کاموں کو کام سمجھتا تھا مگر ذکر الٰہی کو کام نہیں سمجھتا تھا۔ میں دنیا کے کاموں کیلئے وقت نکالتا تھا ذکر کے لئے وقت نہیں نکالتا تھا۔ 41 دن کے بعد آپ ذاکر بن جاؤ گے انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے کسی عمل کے بارے میں کثرت سے کرنے کا حکم نہیں دیا لیکن ذکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب: آیت 41)

یعنی: اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ تھوڑا ذکر کرنا منافق کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (النسآء: آیت 142)

یعنی: منافقین ذکر کم کرتے ہیں۔ موت آنے سے پہلے اس بارے میں سوچنے میں اپنا ہی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کثیر کی توفیق نصیب کرے۔

پڑھنے کا طریقہ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ○ روزانہ 500 مرتبہ پڑھیں اور اس کے اول 100 مرتبہ اور آخر 100 مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اگر مشکل ہو تو درود شریف اول و آخر پانچ پانچ مرتبہ بھی کافی ہے۔ درود شریف جو بھی یاد ہو پڑھ لیں یا یہ درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ ○ پڑھ لیں۔ یہ عمل 41 دن بلا ناغہ کرنا ہے۔ اگر کسی دن ناغہ ہو جائے تو دوسرے دن ڈبل پڑھے۔ ایک نشست میں زیادہ بہتر ہے مگر ضروری نہیں۔ وضو بھی ضروری نہیں۔ عورت ماہواری کے ایام میں بھی پڑھ سکتی ہے۔ اس کے بعد اس کلام کی برکت سے اپنی حاجات کیلئے دعا کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ 41 دن پورے ہونے پر اگر اس کے پڑھنے سے بہت زیادہ سکون ملا، دین میں ترقی محسوس ہوئی گھر میں اتفاق و محبت پیدا ہوئی، غصہ وغیرہ کم ہو گیا، کاروباری حالات میں ترقی محسوس ہوئی اور مخالفین کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ بھی پیچھے ہو گئے ہیں تو اپنے شرعی پیر سے اجازت لے کر اسے مستقل پڑھے۔ آپ اسے باآسانی 15 سے 30 منٹ میں پڑھ سکتے ہیں۔

اگر اپنا مرشد نہ ہو تو شیخ المشائخ امامِ وقت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کندیاں شریف والے کے خلیفہ (حضرت مولانا) محب اللہ عفی عنہ لورالائی بلوچستان والے سے موبائل نمبر 0302-3807299, 0333-3807299 پر اجازت کیلئے رابطہ کر سکتے ہیں۔

خانقاہ و مدرسہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ کی ویب سائٹ کا تعارف

خانقاہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ اور مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ کی ویب سائٹ کا نام www.muhibullah.com ہے۔اس ویب سائٹ پر حضرت مولانا محب اللہ صاحب مدظلہ کے مضامین اور بیانات ہیں۔سخت بیماریوں اور مصائب کا یقینی علاج نہایت مفید اور عوام میں بے حد مقبول ہے۔دعاء حضور القلب، دس اعمال، دین پر چلنا کیوں مشکل ہو گیا، دس تاثرات، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا آسان طریقہ، فتنہ مماتی اور فتنہ این جی اوز جیسے معلوماتی مضامین سے لوگ پوری دنیا میں استفادہ کررہے ہیں۔

اس سائٹ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بیسیوں کتب دستیاب ہیں۔مکتوبات مجددیہ اور مکتوبات معصومیہ اردو اور فارسی میں دستیاب ہیں۔ذکر اللہ پر خوبصورت مضامین، آپکے مسائل اور انکا حل، اصلاحی مضامین اور وظائف سے ہر خاص و عام استفادہ کرسکتا ہے۔اس سائٹ پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہ العالی کے سینکڑوں اصلاحی بیانات سنے جاسکتے ہیں۔عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مختلف مصنفین کی 300 کتابیں، 300 رسالے، 500 مضامین اور بڑے حضرات کے سینکڑوں بیانات شامل کئے گئے ہیں۔مجاہدین ختم نبوت کے تذکرے، فتنہ قادیانیت پر تبصرے اور فتنوں کے متعلق بیش بہا معلومات اس سائٹ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔قادیانیوں کیلئے دعوت نامہ جس میں قادیانیوں کو قادیانیت سے توبہ کی دعوت، قادیانی نوازوں کو تعاون سے توبہ کی دعوت اور تمام مسلمانوں کو قادیانیت سے بچانے کی دعوت جیسا اہم رسالہ شامل ہے۔انٹرنیٹ سے منسلک لوگوں سے درخواست ہے کہ خود بھی استفادہ کریں اور اپنے دوست احباب کو بھی استفادہ کی دعوت دیں۔اللہ پاک توفیق عطا فرما کر قبولیت اور رضا مندی نصیب فرماوے۔(آمین، آمین، آمین)

مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ کا تعارف

یہ ''مسجد قبا'' اور ''مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ'' کچی اینٹوں سے تیار ہوا ہے۔ مسجد کے نیچے دس زیرزمین کمرے ہیں۔ مزید 11 زیرزمین کمرے اور 7 بڑے ہال ہیں۔ 2 ہال طلباء کے لئے، 3 ہال حفاظ کے لئے، 1 ہال طالبات کے لئے اور ایک ہال میں مطبخ ہے۔ مدرسہ میں شعبہ حفظ، شعبہ کتب اور شعبہ بنات ہے۔ 100 طلباء رہائشی اور 200 غیر رہائشی اور 12 اساتذہ رہائشی ہیں۔ 500 طالبات غیر رہائشی اور 20 استانیاں غیر رہائشی ہیں۔ تعمیرات کا کام جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری زکوۃ، خیرات اور صدقات وغیرہ کا محتاج نہیں ہے بلکہ تم مدارس اور غریبوں کو زکوۃ، صدقات دینے میں محتاج ہو جیسے کہ تم اپنے خالق کو راضی کرنے کے لئے اور اپنی آخرت بنانے کے لئے نماز، روزہ، حج وغیرہ کے محتاج ہو۔ مدارس کی خدمت دین کی حفاظت، رضائے الٰہی اور نجات کا ذریعہ ہے۔ دین کی حفاظت کے لئے جان، مال، وقت اور ضرورت پڑنے پر سر دینا بھی ضروری ہے۔ اسی وجہ سے بندہ ناچیز محب اللہ عفی عنہ مدرسہ کی خدمت کرتا ہے اور آپ کو تعاون کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر آپ تعاون نہ کریں تب بھی مدرسہ کے انتظامات تو اللہ پاک چلا دیں گے، مگر آپ کا فائدہ ہے کہ آپ اس کام میں حصہ لیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ عالم بن یا طالب علم بن یا ان کا خادم بن چوتھا نہ بن ہلاک ہو جائیگا۔ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ ماہانہ، سالانہ مقرر کر کے یا بغیر مقرر کئے زکوۃ، صدقات، عطیات اکاونٹ نمبر **03-145600189169** بنام محب اللہ، حبیب بنک لورالائی یا ناظم مدرسہ کے اکاونٹ نمبر **9001-0101160326** بنام خلیل اللہ، میزان بینک لورالائی میں جمع کروائیں یا مدرسہ کے پتہ پر منی آرڈر کروائیں یا دوسروں کو ترغیب دیں۔ آپ کی رقم کے خرچ کی تفصیل بھی بتائی جاسکتی ہے نیز مدرسہ سرکاری امداد نہیں لیتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور اجر عظیم نصیب فرمائے آمین، آمین، آمین۔

ناظم مدرسہ حضرت مولانا خلیل اللہ صاحب دامت برکاتہم رابطہ نمبر **0314-5000030** **0315-8000270**

جس کسی نے اس کتاب کو پڑھنے سے اپنے اندر بہت تبدیلی محسوس کی تو اُسے کتاب دوسرے ساتھی کو دینی چاہیئے اور بتانا چاہیئے کہ غور سے پڑھ کے واپس کردے، پھر تیسرے ساتھی کو دینی چاہیئے۔ اس طرح سارے ساتھیوں میں چلاتا رہے تو فائدہ سب کو ہوگا اور ثواب کتاب کے مالک کو ملے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر کسی کو یہ کتاب چھپوانے کا شوق ہے تو بندہ ناچیز محب اللہ عفی عنہ سے مشورہ کر کے چھپوا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی کمی یا زیادتی نہ کرے۔

تصنیف : بندہ ناچیز مُحب اللہ عفی عنہٗ

خادم

خانقاہ سِراجیہ سعدِیہ نقشبندیہ

اور

مدرسہ عربیہ سِراجیہ سعدِیہ

نزد کمشنری لورالائی بلوچستان پاکستان

موبائل: 0333-3807299 0302-3807299

WWW.MUHIBULLAH.COM

نفسِ اَمّارہ اور شیطانِ لعین سے بچنے کا آسان طریقہ

تصنیف

شیخ المشائخ امام وقت حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** قدس سرہ

کے خلیفۂ مجاز

پیر طریقت حضرت مولانا **محب اللہ** صاحب مدظلہ

(خادم) خانقاہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ

نزد کمشنری لورالائی بلوچستان (پاکستان)

موبائل: 0302-3807299 0333-3807299

WWW.MUHIBULLAH.COM